زکوۃ کے فضائل و مسائل



حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

مکتبۃ الاسلام کراچی

زکوٰۃ
کے
فضائل و مسائل

اس میں زکوٰۃ کے فضائل، مسائل، عشر، صدقۂ فطر کے احکام اور زکوٰۃ کا حساب بنانے کا آسان طریقہ لکھا گیا ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود

ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی

کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی

موبائل : 0300-8245793

ای میل : Maktabatulislam@gmail.com

ویب سائٹ : Www.Maktabatulislam.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی

احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی

موبائل : 0300-2831960

فون : 021-35032020 ، 021-35123161

ای میل : Imaarif@live.com

فہرستِ عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر

چند احادیث

صفحہ نمبر	عنوان

﴿تیسرا حصہ﴾

عنوان	صفحہ نمبر

چوتھا حصہ

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۵	**مصارفِ زکوٰۃ**

عنوان	صفحہ نمبر

﴿پانچواں حصہ﴾

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

امّا بعد!

عرصۂ دراز سے خواہش تھی کہ ''زکوٰۃ'' کے موضوع پر کوئی ایسا رسالہ ہو جو عام مسلمان، خواتین و حضرات کیلئے بہت آسان اور عام فہم ہو، تاکہ اس کو پڑھ کر جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے وہ زکوٰۃ ادا کریں، جن کے دل میں زکوٰۃ کی اہمیت نہیں ہے، اہمیت پیدا ہو، جو زکوٰۃ کے ضروری مسائل سے واقف نہ ہوں، ان کو ضروری مسائل معلوم ہوں اور جن کو زکوٰۃ کا حساب بنانے کا طریقہ نہیں آتا، ان کو طریقہ معلوم ہو۔

اس دیرینہ خواہش کو مزید تقویت اس سے ملی جب مکتبۃ الإسلام کے ناظم جناب شاہد محمود صاحب نے متعدد بار فرمائش کی کہ مکتبۃ الإسلام کی اپنی مطبوعات میں زکوٰۃ کے موضوع پر کوئی رسالہ نہیں ہے، آپ اس موضوع پر ایک آسان رسالہ لکھ دیں، تاکہ اس کو پڑھ کر عام مسلمان زکوٰۃ کی فرضیت کو جان سکیں اور بآسانی اپنے اموالِ زکوٰۃ کی زکوٰۃ دے سکیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق

سے بندہ نے اس کو مرتب کرنے کا ارادہ کرلیا اور اس رسالہ کا ایک سرسری خاکہ بنایا، اور دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے رفیق عزیزم مولوی محمود الحسن سلّمہٗ سے عرض کیا کہ وہ اس خاکہ کے مطابق کچھ مواد جمع کردیں تا کہ بندہ اس کو مرتب کرسکے، انہوں نے بخوشی اس کو قبول کیا اور ماشاء اللہ بہت اچھے انداز میں ضروری باتیں جمع کردیں، اللہ پاک ان کے علم وعمل میں برکت دیں، امین، اس کے بعد بندہ نے اس کو آسان انداز میں ترتیب دیدیا جو آپ کے سامنے ہے، اس کا نام ''زکوٰۃ کے فضائل اور مسائل'' ہے۔

اس میں اختصار کے ساتھ چھ حصے ہیں۔

(۱).. پہلا حصہ:۔ زکوٰۃ فرض ہے، آیات واحادیث کی روشنی میں۔

(۲)...دوسرا حصہ:۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت اور ثواب۔

(۳)...تیسرا حصہ:۔ زکوٰۃ نہ ادا کرنے کا عذاب۔

(۴)...چوتھا حصہ:۔ زکوٰۃ کے ضروری مسائل اور زکوٰۃ کا حساب بنانے کا عملی نمونہ۔

(۵)... پانچواں حصہ:۔ عشر کے ضروری مسائل۔

(۶)... چھٹا حصہ:۔ صدقۃ الفطر کے ضروری مسائل۔

دل سے دُعا ہے، اللہ پاک اس حقیر کاوِش کو اپنے فضل وکرم سے

اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول فرمائیں اور مسلمان خواتین وحضرات کیلئے نافع اور مفید بنائیں۔آمین ثم آمین، بحرمة سيّد المرسلين و آلہٖ و أصحابہٖ أجمعين إلىٰ يوم الدين۔

بندہ عبدالرؤف سکھروی

۱۸؍رجب ۱۴۳۴ھ بروز جمعۃ المبارک

جامعہ دارالعلوم کراچی

پہلا حصّہ

زکوۃ فرض ہے، آیات واحادیث کی روشنی میں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ أَجْمِعِیْنَ۔

أَمَّا بَعْدُ!

تمہید

اسلام کے پانچ رُکن ہیں، ان میں ایک رُکن زکوٰۃ ہے اور یہ ایمان اور نماز کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رُکن ہے، چنانچہ بخاری و مسلم کی مشہور حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

(۱)...توحید و رسالت کی شہادت دینا۔

(۲)...نماز قائم کرنا۔

(۳)...زکوٰۃ ادا کرنا۔

(۴)...حج کرنا۔

(۵)...رمضان کے روزے رکھنا۔

اس کے علاوہ قرآن وحدیث میں جگہ جگہ زکوٰۃ کے فرض ہونے اور عبادت ہونے کا ذکر ہے، یہ ایسا مالی فریضہ اور ایسی پاکیزہ عبادت ہے جو پچھلے تقریباً تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی جاری رہی ہے، اس کا نصاب، مقدار اور مصرف کی صورتیں اگرچہ مختلف رہی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کا کچھ نہ کچھ حصہ خرچ کرنے کا حکم سب شریعتوں میں یکساں پایا جاتا ہے، چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ إِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ۔ ﴿الأنبياء: ۷۳﴾

ترجمہ

اور ہم نے ان کو مقتداء بنایا ہے کہ ہمارے حکم سے مخلوق کو ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا اور خصوصاً نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا (یعنی یہ حکم بھیجا کہ ان کاموں کو کیا کرو) اور وہ ہماری خوب عبادت کیا کرتے تھے۔ (معارف القرآن)

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ

مَرْضِيًّا۔ (مریم: ۵۵)

ترجمہ

وہ (اسماعیل) اپنے گھر والوں (متعلقین) کو نماز کا اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ (معارف القرآن)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے اور اپنی قوم کیلئے دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا فرمائی تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ۔

(الأعراف: ۱۵۶)

ترجمہ

میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، چنانچہ میں یہ (رحمت مکمل طور پر) ان لوگوں کیلئے لکھوں گا جو تقوٰی اختیار کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں۔ (آسان ترجمہ قرآن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم دیا تھا، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا أَیْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوةِ

وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۔(مریم: ۳۱)

ترجمہ

اور بنایا مجھے برکت والا جہاں بھی میں رہوں اور حکم دیا نماز کا اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں۔(معارف القرآن وآسان ترجمۂ قرآن)

مذکورہ بالا چند آیات سے واضح ہوا کہ زکوٰۃ ایسی عبادت ہے جس کا حکم دیگر انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کو بھی دیا گیا تھا اور نبی آخر الزماں سید المرسلین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت میں بھی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، قرآنِ کریم میں سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں ہے:

الٓمّٓ ○ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔(البقرہ: ۱، ۲، ۳)

ترجمہ

یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے ڈرنے والوں کیلئے، جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔(آسان ترجمۂ قرآن)

اس کے بعد قرآنِ کریم میں جگہ جگہ زکوٰۃ کا حکم نماز کے ساتھ دیا گیا ہے، اور تقریباً اٹھائیس ر ۲۸ مقامات پر قرآنِ کریم میں نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، بہرحال! زکوٰۃ بلا شبہ فرض ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ

زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ ہیں بڑھنا، زیادہ ہونا اور پاک ہونا، زکوٰۃ نکالنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مال میں برکت ہوتی ہے اور مال بڑھتا بھی ہے، اس لئے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

زکوٰۃ کے اصطلاحی معنیٰ

شریعت میں زکوٰۃ اس خاص مال کو کہتے ہیں جو شریعت نے مقرر کیا ہے، اور وہ کسی مسلمان فقیر کو کسی ذاتی منفعت کے بغیر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مالک بنا کر دیا جائے۔ (درِمختار)

زکوٰۃ کی فرضیت

قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت کے مطابق ہر عاقل وبالغ صاحبِ نصاب شخص پر زکوٰۃ فرض ہے، جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے

وہ کافر ہے، زکوٰۃ مکہ مکرمہ میں ہی نماز کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر فرض ہوگئی تھی، البتہ زکوٰۃ کے تفصیلی احکام یعنی زکوٰۃ کا نصاب، مقدار، مصارف کی تفصیل اور زکوٰۃ کی وصولیابی کا سرکاری انتظام مدینہ منورہ میں پہنچنے کے بعد آہستہ آہستہ ہوا۔

بہر حال زکوٰۃ نماز کی طرح فرض ہے اور عبادت ہے جس کا ادا کرنا ہر ایسے مسلمان پر فرض ہے جو بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو، اور جس طرح ہر مسلمان اپنی نماز خود ادا کرنے کا پابند ہے اسی طرح اپنی زکوٰۃ بھی اصلاً وہ خود ادا کرنے کا پابند ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب کتنا ہے؟ اور کس پر زکوٰۃ فرض ہے؟ اس کی تفصیل آگے ''زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟'' کے عنوان کے تحت آرہی ہے۔

قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بے شمار فضائل و برکات بتائے گئے ہیں اور ادا نہ کرنے پر دردناک اور وحشت ناک عذاب بیان کیا گیا ہے، اب پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کے کچھ فضائل و برکات اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعیدیں لکھی جاتی ہیں تاکہ ان کو پڑھ کر زکوٰۃ ادا کرنے کا شوق بڑھے اور خوشدِلی کے ساتھ اس فریضہ کی

ادائیگی کا اہتمام کریں اور زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کیلئے جن عذابوں کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہے، ان کو پڑھ کر وہ ڈریں اور اپنے آپ کو ان سے بچانے کی فکر کریں اور باقاعدہ زکوۃ ادا کریں!

☆.............☆.............☆

دوسرا حصّہ

زکوٰۃ ادا کرنے کے فضائل

زکوۃ ادا کرنے کے فضائل

چند آیات

زکوۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث

زکوۃ ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا مستحق ہوتا ہے، قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

(الاعراف: ۱۵۶)

ترجمہ

میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے چنانچہ میں یہ رحمت (مکمل طور پر) ان لوگوں کیلئے لکھوں گا جو تقوٰی اختیار کریں اور زکوۃ ادا کریں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں۔

(آسان ترجمہ قرآن، از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ زکوۃ ادا کرنے والا مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خاص مورد اور مستحق ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہو، اس سے ساری بلائیں، آفتیں، مصیبتیں، پریشانیاں اور

حادثات ونقصانات دور کردئے جاتے ہیں اور پرسکون زندگی دیجاتی ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے والے کامیاب ہیں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فلاح پانے والے مومنین کے اوصاف ذکرفرمائے ہیں، سورۂ مومنون کے بالکل ابتداء ہی میں ان مومنین کے اوصاف ذکرکرتے ہوئے تیسر اوصف یہ ذکرفرمایا ہے کہ:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ﴾ (المؤمنون: ۴)

ترجمہ

اور جو زکوٰۃ پر عمل کرنے والے ہیں۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

فلاح کے معنیٰ ہیں کامیاب، کہ اس کی ہر مراد پوری اور ہر تکلیف دور ہو۔ اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر مراد پوری فرمائیں گے اور ہر مصیبت اور تکلیف سے نجات عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہر اس مومنِ کامل کیلئے ہے جس میں وہ سات اوصاف موجود ہوں جو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مؤمنون کے شروع میں بیان فرمائے ہیں، ان میں ایک وصف زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال بڑھتا ہے

قرآنِ کریم میں ہے:

﴿وَمَآ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ زَكٰوةٍ تُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ﴾ (روم: ۳۹)

ترجمہ

اور جو زکوٰۃ تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو تو جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں، وہ (وہ) ہیں جو (اپنے مال کو) کئی گنا بڑھا لیتے ہیں۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے اگرچہ بظاہر ہمیں کچھ مال کم ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں اضافہ ہوتا ہے، کمی نہیں آتی، یہی مضمون احادیثِ مبارکہ میں بھی آیا ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

﴿مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ﴾ (السنن الکبریٰ للبیہقیؒ)

ترجمہ

صدقہ وزکوٰۃ دینا مال میں کچھ کمی نہیں کرتا۔

زکوٰۃ وصدقات پر ملنے والا اجروثواب سات سوگنا تک بڑھتا ہے

قرآن کریم میں ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾(البقرۃ: ۲۶۱)

ترجمہ

جولوگ اللہ کے راستے میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات بالیں اُگائے (اور) ہر بال میں سودانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے (ثواب میں) کئی گنا اضافہ کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

(آسان ترجمۂ قرآن)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے سات سوگنا تک ثواب ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کا ثواب چاہیں اس سے بھی زیادہ بڑھا سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ ''اللہ کے راستے میں خرچ'' کرنے کا قرآن کریم نے بار بار ذکر کیا ہے، اس سے مراد ہر وہ خرچ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کیا جائے، اس میں

زکوٰۃ، صدقات، خیرات سب شامل ہیں۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

زکوٰۃ ادا کرنے والے غم اور خوف سے دور ہوں گے

قرآن کریم میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ امَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرة: ۲۷۷)

ترجمہ

وہ لوگ جو ایمان لائیں، نیک عمل کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں وہ اپنے رب کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہوں گے، نہ انہیں کوئی خوف لاحق ہوگا، نہ کوئی غم پہنچے گا۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کرنے اور نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ غم اور خوف سے نجات دیں گے۔

زکوٰۃ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچے اور متقی ہیں

قرآن کریم میں ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ......وَأَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَآتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ إِذَا عَاھَدُوْا.....أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَأُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۷۷)

ترجمہ

نیکی بس یہی نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اوراللہ کی کتابوں اوراس کے نبیوں پر ایمان لائیں .....اور نماز قائم کریں اورزکوٰۃ ادا کریں.....ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اوریہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سچے اور متقی مومنین کی جو صفات ذکر فرمائی ہیں ان میں زکوٰۃ ادا کرنا بھی شامل ہے جس سے معلوم ہوا کہ جولوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک سچے اورمتقی ہیں، ان میں زکوٰۃ ادا کرنے والے بھی شامل ہیں۔

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أُولٰٓئِکَ سَنُؤْتِیْھِمْ أَجْرًا عَظِیْمًا﴾

(النساء: ۱۶۲)

ترجمہ

اور قابلِ تعریف ہیں وہ لوگ جو نماز قائم کرنے والے ہیں، زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیتِ کریمہ میں جن حضرات کیلئے اجرِ عظیم کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان میں زکوٰۃ ادا کرنے والے بھی شامل ہیں، اجرِ عظیم کا مفہوم اگرچہ "بہت بڑا اجر" ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ خود "اجرِ عظیم" فرما رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق کیا معلوم اس کی حد کہاں تک ہوگی اور کتنا عظیم اور زیادہ اجر ہوگا!

چند احادیث

زکوٰۃ قبر میں عذاب سے ڈھال اور رُکاوٹ بن جائیگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب لوگ مردہ کو قبر میں رکھ کر واپس لوٹتے ہیں تو وہ مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر اگر وہ مؤمن ہوتا ہے تو نماز اس کے سر کی طرف، زکوٰۃ اس کے دائیں طرف، روزہ اس کے بائیں طرف اور لوگوں کے ساتھ بھلائی

اور احسان والا سلوک اس کے پیروں کی طرف سے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں (یعنی اس مردہ کی طرف سے دفاع کرنے اور اس کی حفاظت کیلئے) ......پھر اگر (عذاب یا عذاب دینے والے فرشتے) اس کے دائیں طرف سے آتے ہیں تو زکوٰۃ کہتی ہے کہ میری جانب سے داخل ہونے کا راستہ نہیں ہے (یعنی مردہ کو عذاب نہیں ہونے دیتی اور اس کیلئے ڈھال بن جاتی ہے.....

اس روایت کے آخر میں ہے کہ:

اور کافر کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کیلئے کوئی ڈھال نہیں ہوگی، اور پھر اس سے سوال و جواب ہوں گے، جب یہ جواب نہیں دے سکے گا تو قبر اس پر تنگ کردی جائیگی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی (اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر مسلمان کی اس دردناک انجام سے حفاظت فرمائے۔) (معجم کبیر طبرانی)

زکوٰۃ کی ادائیگی اسلام کے کامل ہونے کیلئے ضروری ہے

حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

﴿مِنْ تَمَامِ اِسْلَامِكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ﴾

(معجم کبیر طبرانی)

ترجمہ

’’تمہارے اسلام کے مکمل ہونے میں یہ بات شامل ہے کہ تم اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔‘‘

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی مؤمن کا ایمان واسلام اس وقت تک کامل اور مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی شرائط کے ساتھ زکوٰۃ کے حکم پر عمل نہ کرے۔

زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿اَلزَّکوٰۃُ قَنطَرَۃُ الْاِسْلَامِ﴾ (شعب الایمان للبیہقیؒ)

ترجمہ

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے یا بلند عمارت ہے۔

یعنی اگر زکوٰۃ نہ دے تو پورے اسلام تک نہیں پہنچ سکتا یا اسلام کے نچلے درجے میں رہے گا۔ اور اگر زکوٰۃ ادا کی تو گویا یہ پل پار کر کے مکمل اسلام میں داخل ہوگیا اور اسلام کی بلند عمارت اور بلند مرتبہ کو پالیا۔

زکوٰۃ وصدقہ ادا کرنے سے مال کی حفاظت اور بیماریاں دور ہوتی ہیں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ وَ دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَ اَعِدُّوْا لِلْبَلَاءِ الدُّعَآءَ ﴾

ترجمہ

اپنے مال کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرواور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرواور مصائب وآزمائش سے بچنے کے واسطے دعا تیار رکھو۔(یعنی مصائب کو دعا کے ذریعہ دور کرو۔)

مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنے کی وجہ سے باقی مال آفات سے اور ضائع ہونے سے، چوری، ڈکیتی اور ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقات دینے سے اللہ تعالیٰ بیماریاں دور فرماتے ہیں، آج ہم مال کی حفاظت کیلئے طرح طرح کے ذرائع اختیار کرتے ہیں، بھاری بھاری معاوضہ ادا کرتے ہیں اور پھر بھی پریشان و متفکر رہتے ہیں، ان سب چیزوں سے نجات کا طریقہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے بیان فرمادیا کہ اموال کی باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرواور بے فکر اور مطمئن رہو، کیونکہ زکوٰۃ ادا کرنے کی وجہ سے باقی مال محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کا شر دور ہوتا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ اِذَا اَدَّیْتَ زَکَاۃَ مَالِکَ فَقَدْ اَذْہَبْتَ عَنْکَ شَرَّہٗ ﴾

(مستدرکِ حاکم)

ترجمہ

اگر تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تم نے اپنے آپ سے
اس (مال) کے شر کو دور کر دیا۔

اور معجم اوسط طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو بلا شبہ اس شخص کے مال
کا شر دور ہو گیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ ہر ایسی برائی اور شر کو دور فرما دیتے ہیں جو مال کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہو۔ اور زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مال میں خیر پیدا ہو جاتی ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنا پاکیزگی کا ذریعہ ہے

نبیِ کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ اَدِّ الزَّکَاۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ طُہْرَۃً تُطَہِّرُکَ ﴾

اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

﴿ اَدِ الزَّکَاۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ فَاِنَّھَا طُھْرَۃٌ تُطَھِّرُکَ ﴾

ترجمہ

فرض زکوٰۃ ادا کیا کرو، کیونکہ یہ پاکی (حاصل کرنے کا ذریعہ)

ہے جو تمہیں پاک کردے گی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنا انسان کو باطنی رَذائل اور گناہوں سے پاک وصاف کرنے کا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنا جنت میں جانے اور جہنم سے دُوری کا ذریعہ ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، ایک دن میں آپ کے قریب تھا اور ہم چل رہے تھے تو میں نے (موقع غنیمت جان کر) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ (جہنم) سے مجھے دور کردے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایک بڑی عظیم چیز کا سوال کیا ہے اور بے شک یہ چیز اس شخص کیلئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان فرمادیں۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

اس حدیث شریف کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن میں

رسول اللہ ﷺ نے وہ اعمال بیان فرمائے ہیں جن کو اختیار کرنا اور ان پر عمل کرنا جنت میں داخلے اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے، ان اعمال میں زکوٰۃ بھی شامل ہے، چنانچہ جن روایات میں یہ مضمون وارِد ہوا ہے، ان میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ یہ بشارت دی گئی ہے:

(۱)...جو شخص ایمان کے ساتھ ان چیزوں کو ادا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد)

(۲)...اس شخص کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائینگے اور اسے کہا جائیگا کہ سلامتی کے ساتھ (جنت میں) داخل ہو جا! (سننِ نسائی)

(۳)...بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہیں گے جنت میں داخل فرمادینگے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ (مسندِ احمد)

خوشدِلی سے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے

جن احکام کے انجام دینے پر مذکورہ بالا بشارتیں اور جنت میں داخلے کی خوشخبری رسول اللہ ﷺ نے مختلف انداز سے بیان فرمائی ہے، اُن احکام میں ایک حکم خوشدِلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنا بھی ہے، اس سے زکوٰۃ ادا کرنے کا عظیم الشان فائدہ معلوم ہوا کہ یہ عمل اگر اللہ تعالیٰ

کو راضی کرنے، اسکا حکم بجالانے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کیلئے خوشدِلی سے انجام دیا جائے تو جنت میں جانے کا سبب ہے۔

زکوٰۃ اور صدقہ اللہ جل شانہ کے غضب اور بُری موت کو دور کرتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "بے شک صدقہ (اور زکوٰۃ) پروردگار کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی کو ختم کرنے اور بری موت اور بُرے انجام سے بچاتی ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنیوالے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے دنیا اس حال میں چھوڑ دی کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کی، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی، تو یہ شخص ایسا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

فضائل کا خلاصہ

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے زکوٰۃ ادا کرنے کے جو فضائل

معلوم ہوئے ہیں وہ اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں:

(۱)...زکوٰۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔

(۲)...زکوٰۃ ادا کرنے والے کامیاب لوگوں میں شامل ہیں۔

(۳)...دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۴)...سات سو گنا تک اجر و ثواب ملتا ہے۔

(۵)...خوف و غم سے نجات ملتی ہے۔

(۶)...زکوٰۃ ادا کرنے والے اللہ کے نزدیک سچے اور متقی شمار ہوتے ہیں۔

(۷)...اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔

(۸)...جہنم کی آگ اور قبر کے عذاب کیلئے زکوٰۃ آڑ بن جائیگی۔

(۹)...زکوٰۃ ادا کرنا ایمانِ کامل کی علامت ہے۔

(۱۰)...آفاتِ سماوی و دُنیاوی سے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

(۱۱)...نقصانات سے بچاؤ ہوتا ہے۔

(۱۲)...مال کا شَر دور ہوتا ہے۔

(۱۳)...زکوٰۃ انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔

(۱۴)...جنت میں داخلے اور جہنم سے دوری کا ذریعہ ہے۔

(۱۵)...اللہ جل جلالہ کے غضب و ناراضگی اور بری موت سے بچاؤ ہوتا ہے۔

(۱۶)...اللہ جلّ شانہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

☆............☆............☆

تیسرا حصّہ

زکوٰۃ نہ دینے پر وعیدیں

زکوٰۃ نہ دینے پر وعیدیں

جس طرح زکوٰۃ ادا کرنے کے بے شمار فضائل اور فوائد قرآن و حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں اور اسکے نقصانات بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

چند آیات

زکوٰۃ نہ دینے والے کا ہولناک عذاب

قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍO يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾

(التوبة: ۳۴، ۳۵)

ترجمہ

اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسکو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انکو ایک دردناک عذاب کی ''خوشخبری'' سنا دو، جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں (پہلو) اور ان کی پیٹھیں (پشتیں) داغی

جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔"

(آسان ترجمۂ قرآن)

یہ وعید اس مال کیلئے ہے جس کے وہ حقوق ادا نہ کئے گئے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اس مال پر مقرر کئے ہیں، جن میں سے سب سے اہم زکوٰۃ کی ادائیگی ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ویسے تو مالِ زکوٰۃ جہنم کی آگ میں تپا کر اس کے ذریعہ اس شخص کا پورا جسم ہی داغا جائے گا مگر خاص طور پر پیشانی، پہلو اور پشت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ بخیل آدمی جو اپنا سرمایہ اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرنا چاہتا جب اس کے سامنے کوئی فقیر و مسکین اور زکوٰۃ کا طلبگار آتا ہے تو سب سے پہلے اس کی پیشانی پر بل پڑتے ہیں، پھر وہ اس سے نظر چُرا کر دائیں یا بائیں پہلو کو موڑتا ہے اور پھر پشت پھیر کر چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا۔ اس لئے عذاب کیلئے خاص طور پر ان تین اعضاء کا ذکر کیا ورنہ درحقیقت یہ عذاب جسم کے سارے اعضاء کو ہوگا اور سارے جسم کو ہوگا۔ العیاذ باللہ، اس لئے زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

مال و دولت کی تختیاں جہنم کی آگ میں تپا کر جسم کو داغا جائے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی سونا، چاندی (اور مال و

دولت) رکھنے والا شخص ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو، مگر اس کا حال یہ ہوگا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس شخص کو عذاب دینے کیلئے اس سونے چاندی اور مال و دولت کی چوڑی چوڑی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان تختیوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا (یعنی خوب گرم کیا جائے گا جیسا کہ لوہا اور دیگر دھاتیں خوب گرم کرنے سے سُرخ ہوجاتی ہیں) پھر ان سے زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کی کروٹ (پہلو) اور پیشانی اور پشت کو داغا جائیگا، جب یہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں گی تو ان کو دوبارہ آگ میں تپا کر گرم کرلیا جائیگا اور یہ کام اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی یعنی قیامت کے دن، یہاں تک کہ جب بندوں کا فیصلہ ہوجائیگا تو اسے یا جنت کا راستہ دِکھایا جائے گا یا جہنم کا۔ (صحیح مسلم)

اتنے لمبے عرصے تک اس دردناک عذاب میں مبتلا رہنا ہی کوئی کم عذاب نہیں، پھر اسکے بعد معلوم نہیں کتنا عذاب ہو؟ اللہ ہی کو معلوم ہے۔

یہ بات لکھنا، پڑھنا اور سننا تو آسان ہے کہ آگ کا اس طرح عذاب ہوگا مگر اگر گہرائی سے سوچا جائے اور اس عذاب کی شدّت کو محسوس کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ کس قدر تکلیف دہ اور دردناک عذاب ہوگا، آج اگر ذراسی گرم چیز چہرے یا جسم پر لگ جائے اور چھوٹا سا آبلہ پڑ جائے

تو جلن اور درد کی وجہ سے ایک پل سکون نہیں ملتا، پھر اگر پورے جسم کو تپتی ہوئی تختیوں سے داغا جائیگا تو اس عذاب کی تکلیف کیسی شدید ہوگی؟ اللہ تعالیٰ اس دردناک عذاب سے حفاظت فرمائے آمین۔

زکوٰۃ نہ دینے والے پر زہریلے گنجے ناگ کا عذاب دینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے پاس بڑے زہریلے، گنجے ناگ کی شکل میں آئے گا (یعنی اس کے سَر کے بال اس کے انتہائی زہریلے ہونے کی وجہ سے جھڑ گئے ہوں گے اور وہ نہایت خوفناک اور زہریلا ہوگا) اس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہونگے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے، یہ اس ناگ کے شدید زہریلے ہونے کی علامت ہے) وہ ناگ زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کی گردن میں لپٹ جائے گا اور اس کے دونوں جبڑے پکڑے گا (یعنی نوچے گا اور ان کو چیر دے گا) اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ (جس کی تو زکوٰۃ نہ دیتا تھا، آج اس کا عذاب بھگت)۔ (بخاری)

بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ ناگ پہلے اس شخص کا ہاتھ اپنے منہ میں لیکر دانتوں سے چبائے گا اور پھر اس کا پورا جسم چبا جائے گا۔ (مستدرکِ حاکم)

اور بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ وہ ناگ اس شخص کے سَر کو

ڈسے گا اور سَر میں سوراخ کر دے گا۔ (معجم کبیر طبرانی)

آج اگر کسی کے گھر میں کوئی چھوٹا سا سانپ بھی نکل آئے تو گھر کے سب افراد پر خوف طاری ہو جاتا ہے، عورتیں خوف اور گھبراہٹ کے مارے چیخنے لگتی ہیں اور جب تک وہ سانپ مار نہ دیا جائے یا گھر سے نہ نکل جائے، اس وقت تک کوئی گھر میں داخل ہونے پر تیار نہیں ہوتا، حالانکہ یہ دنیا کے معمولی سانپ کا حال ہے جس کے بارے میں حتمی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ زہریلا ہے بھی یا نہیں؟ اور اگر زہریلا ہے تو کتنا زہریلا ہے؟ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ حملہ کر کے کسی کو ڈسے گا بھی یا نہیں؟ لیکن زکوٰۃ نہ دینے والے کیلئے جس خطرناک زہریلے گنجے ناگ کے عذاب کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے، اس میں یقینی طور پر انتہائی شدید زہر ہوگا اور تکلیف دہ ہوگا اور اس کا حملہ کر کے زکوٰۃ نہ دینے والے کے گلے چیرنا بھی یقینی ہوگا اور زکوٰۃ نہ دینے والے کا اس عذاب میں مبتلا ہونا بھی حتمی اور یقینی ہے۔

عورتیں جو سانپ وغیرہ سے سب سے زیادہ ڈرتی ہیں، وہی اپنے زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنے میں اکثر بے پروائی اور غفلت کرتی ہیں، اگر دنیا کا کوئی خطرناک سانپ ان کے سامنے کر دیا جائے تو اپنا سارا زیور دینے پر تیار ہو جائیں، مگر آخرت کے اس خطرناک زہریلے، گنجے ناگ

کے عذاب کا احساس کر کے زکوٰۃ ادا کرنا چاہیئے!

اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس دردناک اور تکلیف دہ عذاب سے محفوظ فرمائے اور اپنے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے اور اس کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی توفیق دے اور اس معاملہ میں غفلت اور لاپروائی سے سب مسلمانوں کو نجات دے۔ (آمین)

زکوٰۃ نہ دینے پر سخت حساب اور عذاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں زکوٰۃ بس اتنی مقدار فرض کی ہے جو اِن کے غریبوں کو کافی ہو جائے۔ اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی وجہ سے جب کبھی تکلیف اور مشقت ہوتی ہے تو اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ مالدار لوگ انکا حق ضائع کرتے ہیں (یعنی وہ غریبوں کو زکوٰۃ نہیں دیتے) یاد رکھیں! (جو مالدار زکوٰۃ نہیں دیتے) بے شک اللہ عزّ وجلّ ان مالداروں سے سخت حساب لینگے اور ان کو دردناک عذاب دینگے۔ (معجمِ صغیر)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حساب اسی شخص سے لیں گے جس کو عذاب دینا مقصود ہوگا۔ اور قرآنِ کریم میں جو آسان حساب کا ذکر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ان مؤمنین کے نامۂ اعمال ان

کے سامنے پیش کر دئے جائیں گے لیکن ان سے حساب نہیں ہوگا، ہاں جن سے حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں مبتلا کر دئے جائیں گے۔

زکوٰۃ نہ دینے سے بارش نہ ہونا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، ان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوتے تو بارش کا ایک قطرہ بھی نہ اترتا۔ (معجم کبیر طبرانی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے بارش بند ہو جاتی ہے اور خشک سالی کا عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے سے قحط کا مسلط ہونا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو قوم بھی زکوٰۃ نہیں نکالتی، اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔ (معجمِ کبیر طبرانی)

گزشتہ روایت سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پانی روک دیتے ہیں اور خشک سالی میں مبتلا فرما دیتے ہیں اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ قحط سالی کا عذاب بھی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے آتا ہے کہ ضروریاتِ زندگی کے ملنے میں تنگی ہو جاتی ہے۔

آج ہم میں اکثر مسلمان ضروریاتِ زندگی کی کمی اور مہنگائی کے

وبال کا شکار ہیں، لیکن شاید ہی یہ خیال کبھی ذہن میں آتا ہو کہ درحقیقت اس تنگی اور پریشانی کی ایک وجہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہے، اگر زکوٰۃ کی چوری معاشرہ سے ختم ہو جائے اور تمام صاحبِ نصاب مسلمان زکوٰۃ کے فریضہ کو خوشدلی کے ساتھ انجام دیں تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فراوانی ہو جائے اور ہر شخص کو بآسانی ضروریاتِ زندگی حاصل ہوں اور ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

زکوٰۃ نہ دینے پر جہنم کے بدبودار اور کانٹے دار درخت اور گرم پتھر کھانے کے لئے ملنا

حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے معراج کے سفر میں جو واقعات ملاحظہ فرمائے ان کو ایک طویل حدیث میں بیان فرمایا ہے، اسی حدیث شریف میں ہے کہ ”آپ ﷺ کا گزر ایسی قوم (جماعت) پر ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے کی طرف چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ جہنم کے کانٹے دار اور بدبودار درختوں ضَرِیع، زَقُّوم اور اسی طرح جہنم کے گرم پتھروں کو جانوروں کی طرح چَر رہے تھے (یعنی کھا رہے تھے) آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ

نہیں دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقیؒ)

زکوٰۃ نہ دینے سے مال ضائع ہونا

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں حطیم میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کو کسی نے خبر دی کہ فلاں شخص کا مال ہلاک ہوگیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خشکی ہو یا سمندر، جہاں بھی مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ہوتا ہے، لہٰذا اپنے مالوں کو زکوٰۃ ادا کر کے محفوظ کرلو۔ (الترغیب والترہیب)

زکوٰۃ نہ دینے والا سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے جنت میں جانے والے پہلے تین افراد اور جہنم میں جانے والے پہلے تین افراد کو پیش کیا گیا، سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین افراد یہ ہیں:

(۱)...شہید۔

(۲)...وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرے اور اپنے مالک کا بھی خیر خواہ ہو۔ (یعنی اس کے حق میں بھی کمی نہ کرے۔)

(۳)...اور وہ عیال دار شخص جو پاکباز ہو اور گزارے کے لائق روزی

پر اکتفاء کرے، اپنی محتاجی بیان کر کے لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔

اور سب سے پہلے جہنم میں جانے والے تین افراد یہ ہیں:

(۱)... زبردستی حکومت حاصل کر کے حکمران بننے والا۔

(۲)... وہ مالدار شخص جو اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

(۳)... اِترانے والا یعنی متکبر فقیر۔

(الترغیب والترہیب، صحیح ابنِ خزیمہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جہنم میں سب سے پہلے جانے والے افراد میں وہ شخص بھی شامل ہے جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔

زکوٰۃ نہ دینے سے پاکیزہ مال کا خراب ہو جانا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ: جو شخص پاکیزہ اور حلال مال کماتا ہے زکوٰۃ ادا نہ کرنا اس پاکیزہ اور حلال مال کو خراب اور خبیث کر دیتا ہے اور جو شخص حرام مال کماتا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ مال پاکیزہ نہیں ہوتا (بلکہ حرام ہی رہتا ہے)۔ (مصنف عبدالرزاق)

زکوٰۃ نہ دینے والے منافق ہیں

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کیلئے نماز کا حکم تو ظاہری تھا (یعنی سب کے سامنے نماز ادا کرنی تھی) انہوں نے یہ حکم قبول

کرلیا لیکن زکوٰۃ کا حکم مخفی تھا (کہ سب کے سامنے زکوٰۃ ادا کرنا ضروری نہ تھا بلکہ ہر شخص خود جانتا ہے کہ اس کے پاس کتنا مال ہے اور کتنی زکوٰۃ اس نے ادا کرنی ہے) تو بعض لوگ یہ زکوٰۃ کھا گئے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے) یہی لوگ منافق ہیں۔ (کشف الأستار فی زوائد البزار للهیثمیؒ)

یعنی نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہوگی کہ بے نمازی ہے، اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دیتے کہ اس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی اور منافق ایسا ہی کرتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے حکم تو دونوں ہیں، یعنی نماز بھی ادا کرنی چاہیئے اور زکوٰۃ بھی۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو، یہاں تک کہ وہ دونوں (یعنی نماز اور زکوٰۃ) حکموں پر عمل کرلے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عبادات کو جمع فرمایا ہے (یعنی قرآنِ کریم میں دونوں کا حکم ساتھ ساتھ دیا ہے) تو تم ان کے درمیان تفریق نہ کرو (یعنی ان دونوں کو الگ الگ نہ کرو کہ نماز تو پڑھو مگر زکوٰۃ نہ دو، اگر ایسا کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری نماز بھی قبول نہ فرمائیں گے۔) (حلیة الأولیاء)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: ہمیں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ (معجم کبیر طبرانی)

زکوٰۃ نہ دینے سے دوسرے اعمال کا ذریعۂ نجات نہ ہونا

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو یہ تین اس کو کچھ فائدہ نہ دیں گی جب تک کہ وہ سب کو ادا نہ کرے (اور وہ چار چیزیں یہ ہیں) نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج۔ (مسندِ احمد)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ پورا مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے۔

(الترغیب والترھیب)

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور حج اور دیگر نیک اعمال کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو یہ سب بھی اس کی نجات کیلئے کافی نہیں، بلکہ زکوٰۃ بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والا دوزخ میں جائے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔ (معجم صغیر طبرانی)

مال کی زکوٰۃ نہ دینے سے وہ برباد ہو جاتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب کبھی زکوٰۃ کسی مال میں ملتی ہے تو اس کو برباد کردیتی ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقیؒ)

زکوٰۃ کسی مال کے ساتھ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ اس مال کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے، بلکہ جتنی مقدار زکوٰۃ کی بنتی تھی وہ اس مال میں ملی رہے تو یہ اس سارے مال کو ہلاک و برباد کردے گی۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

جس زیور کی زکوٰۃ نہ دی ہو آخرت میں وہ آگ بنا کر پہنایا جائے گا

نبی کریم ﷺ کے پاس دو عورتیں آئیں اور ان دونوں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان دونوں سے دریافت فرمایا کہ: کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: نہیں (یعنی ہم یہ بات پسند نہیں کرتیں)، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ (سنن الترمذی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ زیور کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے

کیسا دردناک عذاب دیا جائے گا، بعض خواتین زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنے میں کوتاہی اور غفلت کرتی ہیں اور اپنا دل تنگ کرتی ہیں، ذرا پوری توجہ سے ایک مرتبہ سوچیں کہ جو زیور وہ پہنتی ہیں اگر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہی زیور جہنم کی آگ میں تپا کر پہنایا جائے گا مثلاً آگ کا ہار، آگ کی چوڑیاں اور کنگن، آگ کی انگوٹھی، آگ کی لونگ اور نتھ، آگ کے بُندے اور جُھمکیاں، انہیں پہن کر کتنی تکلیف ہو گی، اللہ تعالیٰ اس دردناک عذاب سے بچائے اور مسلمان عورتوں کو زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق دے، آمین۔

وعیدوں کا خلاصہ

قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ کی روشنی میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی جو وعیدیں اور نقصانات معلوم ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱)...زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کے مال و دولت کو دوزخ کی آگ میں تپا کر اس کے چہرے اور جسم کو داغا جائے گا۔

(۲)...جس مال کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو وہ آخرت میں سخت زہریلا گنجا ناگ بن کر حملہ کرے گا۔

(۳)...مال و دولت کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں بار بار گرم

کر کے جسم کے مذکورہ بالا حصوں کو جلایا جائے گا۔

(۴)...زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر سخت حساب اور دردناک عذاب ہوگا۔

(۵)...زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے بارش روک لی جاتی ہے۔

(۶)...قحط سالی مسلط کر دی جاتی ہے۔

(۷)...زکوٰۃ نہ دینے والے جہنم کے بدبودار اور کانٹے دار درخت اور دوزخ کے گرم پتھر جانوروں کی طرح کھائیں گے۔

(۸)...جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

(۹)...زکوٰۃ نہ دینے والا جہنم میں سب سے پہلے جائے گا۔

(۱۰)...زکوٰۃ نہ دینے سے پاکیزہ اور حلال مال بھی خراب اور خبیث ہو جاتا ہے۔

(۱۱)...زکوٰۃ نہ دینے والے لوگ منافق ہیں۔

(۱۲)...زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کے دوسرے نیک اعمال بھی نجات کیلئے کافی نہیں ہوں گے۔

(۱۳)...زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔

(۱۴)...زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔

(۱۵)...زکوٰۃ نہ دینے سے مال برباد ہو جاتا ہے۔

(۱۶)... جس زیور کی زکوٰۃ نہ دی جائے آخرت میں وہ زیور آگ
کا بنا کر پہنایا جائے گا۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے چند عبرتناک واقعات

(۱)... کتاب ''الزواجر'' میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضراتِ تابعین رحمہم اللہ، صحابیٔ رسول حضرت ابو سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت اور ملاقات کیلئے ان کے پاس آئے، یہ حضرات جب ابو سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلو، ہمارے ایک پڑوسی کے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، اس سے تعزیت کریں، محمد بن یوسف فریابیؒ جو اِن میں شامل تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت ابو سنانؓ کے ساتھ ان کے پڑوسی کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے بھائی کے غم میں بہت رو رہا ہے، لہٰذا ہم اس کی تعزیت کرنے اور اسے تسلی دینے لگے، مگر ہماری تسلی تشفی سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ اسی طرح برابر روتا رہا، اس کی یہ حالت دیکھ کر ہم نے اس سے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ موت ایسی چیز ہے جس کا بہرحال سامنا کرنا پڑتا ہے اور جو آکر رہتی ہے، لہٰذا اتنا رونا مناسب نہیں۔

اس نے کہا کہ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، موت کا معاملہ ایسا

ہی ہے مگر میں اس عذاب کو سوچ سوچ کر رو رہا ہوں جس میں میرا بھائی صبح وشام مبتلا ہے، یہ سن کر ہم نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیب پر مطلع کر دیا ہے کہ تم کو اس کے حال کی خبر ہوگئی ہے؟ اس نے کہا: نہیں یہ بات نہیں! بات یہ ہے کہ جب میں نے اپنے بھائی کو دفن کر دیا اور اس پر مٹی برابر کر دی اور لوگ واپس آگئے تو میں اپنے بھائی کی قبر کے پاس بیٹھ گیا، اس کی قبر سے ایک آواز آئی کہ: ’’آہ! مجھے اکیلا چھوڑ دیا، میں عذاب برداشت کر رہا ہوں، حالانکہ میں روزے رکھتا تھا اور نمازیں پڑھتا تھا‘‘ اس آواز نے مجھے رُلا دیا اور میں نے اس کی قبر کھولنا شروع کر دی تا کہ دیکھوں کہ اس کا کیا حال ہے؟ آواز کیوں آئی ہے۔ جب میں نے قبر کھولی تو میں نے دیکھا کہ قبر میں آگ دہک رہی ہے اور میرے بھائی کی گردن میں آگ کا ہار پڑا ہوا ہے، مجھ پر بھائی کی محبت غالب آگئی اور میں نے اس کی گردن سے ہار الگ کرنے کیلئے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو میرا ہاتھ اور اُنگلیاں سب جل گئیں، راوی کہتے ہیں کہ: یہ بات بتا کر اس شخص نے اپنا ہاتھ ہمارے سامنے کیا تو وہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا، پھر اس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس کے بعد میں نے اس کی قبر پر مٹی ڈال کر بند کر دی اور واپس لوٹ آیا، اب میں اس کی حالت کی وجہ سے کیسے نہ روؤں اور کیسے اس کا غم نہ کروں؟ ہم نے اس سے

پوچھا کہ تمہارا بھائی دنیا میں ایسا کیا کام کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کو یہ دردناک عذاب ہوا؟ تو اس نے کہا کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا، یہ سُن کر ہم نے کہا کہ اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق ہوگئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اور جو لوگ اس (مال) میں بُخل سے کام لیتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کیلئے کوئی اچھی بات ہے، بلکہ یہ ان کے حق میں بہت بُری بات ہے، جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہوگا قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا ہار بنادیا جائے گا۔'' (آلِ عمران: ١٨٠)

اور تمہارے بھائی کو یہ عذاب قیامت کے دن کی بجائے جلدی قبر میں ہی دیدیا گیا ہے۔

محمد بن یوسف فریابیؒ فرماتے ہیں کہ: اس کے بعد ہم اس کے پاس سے واپس آگئے اور صحابی رسول حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہیں اس صاحبِ قبر کا سارا واقعہ بتایا اور ہم نے ان سے کہا کہ: کوئی یہودی یا نصرانی شخص مرتا ہے تو ہم اس کیلئے اس طرح کے عذاب کے واقعات نہیں دیکھتے (یعنی کافروں کے عذاب کا کوئی واقعہ سننے میں نہیں آتا بلکہ مسلمان کے بارے میں ہی اس طرح کے واقعات سامنے

آتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟) تو حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کافر تو آگ یعنی جہنم میں ہی جائیں گے (اس لئے ان کے واقعات کے دِکھانے کی ضرورت نہیں) لیکن اہلِ ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس قسم کے واقعات دِکھاتے ہیں تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں (اور عذاب سے بچنے کی فکر کریں اور احکامِ شریعت پر پورا پورا عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بنیں اور زکوٰۃ ادا کرنے کی فکر کریں۔)

(۲)...ایک صاحب نے بتایا کہ ان کے علاقہ میں ایک امیر گھرانہ کی عورت تھی اور اس کو زیورات پہننے کا بہت شوق تھا، کانوں میں، گردن، ہاتھ، پاؤں میں ہر وقت سونے کے زیورات رہتے تھے اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تھی، کئی دفعہ لوگوں نے اس سے تاکید کی مگر اس بی بی نے انکار کر دیا، جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ زیورات اس کے جسم کا حصہ بنتے جارہے ہیں، مرنے کے بعد رشتہ داروں نے زیورات اُتارنے چاہے تو ناممکن پایا کیونکہ وہ تو جسم کا حصہ بن چکے تھے، تمام رشتہ دار پریشان تھے کیونکہ زیورات کافی تھے اور ان کو کاٹنے سے جسم کٹتا تھا، ایک عالمِ دین کو بلا کر یہ حالت دکھائی گئی تو اس نے بتادیا کہ یہ اس سے علیحدہ نہیں کئے جاسکیں گے، بی بی کو زیورات کے ساتھ دفن کرنا ہوگا، چنانچہ مجبوراً ایسا ہی کیا گیا، بی بی کا لڑکا روزانہ اپنی

ماں کی قبر پر جا کر کچھ ایصالِ ثواب کیلئے پڑھ آتا تھا، ایک دن اس نے اندر سے چیخنے کی آواز سنی اور آواز بھی اس کی ماں کی تھی، اس نے سمجھ لیا کہ اس کی والدہ تکلیف میں ہے، قبر کو کھولا گیا تو ہیبت ناک منظر یہ دیکھا کہ زیورات سرخ رنگ کے تھے اور آگ کی طرح اس کی ماں کو عذاب پہنچا رہے تھے، قبر کو بند کر کے روتا رہا اور اپنی ماں کیلئے استغفار کرتا رہا۔

(۳)... ایک صاحب کہتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں میرے گھر میں چوری ہو گئی اور صرف ۲۰۰ روپے نقدی چوری ہوئے، میں پریشان رہا، کافی سوچنے کے بعد میں نے اپنے زکوٰۃ اکاؤنٹ کا دوبارہ حساب کیا تو معلوم ہوا کہ میں نے غلطی سے زکوٰۃ ۲۰۰ روپے کم ادا کی تھی، جس کی مجھے یہ سزا ملی، اب تو میں یہ کوشش ہی کرتا ہوں کہ اصلی زکوٰۃ سے بھی زیادہ ادا کروں۔

(۴)... میرے ایک مہربان کے گھر سے بہت سا سونا چوری ہو گیا جس کی مالیت لاکھوں روپے کی بتائی جاتی ہے، میں نے ان سے زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں پہلا سوال کیا کیونکہ میں اس کی سزا بھگت چکا تھا تو اس نے تسلیم کیا کہ زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی ہوتی رہی، اللہ عزّ وجلّ ہمیں پوری طرح دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے، آمین۔

(۵)... ایک شخص کا بیان ہے کہ پچھلے سال اپنی بڑی خالہ کے گاؤں شاہ پور (پنجاب) گیا، خالہ کے گھر کے پاس ایک موچی کی ایک

دکان تھی، یہ موچی بڑا ہنس مُکھ انسان تھا، بازار آتے جاتے اس سے دوستی ہوگئی اور اس کے پاس بیٹھنا شروع کردیا، دو چار دن بیٹھنے سے محسوس کیا کہ موچی ہر ۲۰، ۲۵ منٹ بعد اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی پاس رکھے ہوئے پانی کے کونڈے میں ڈبوتا ہے، پہلے تو اس نے سمجھا کہ یہ چمڑہ کو نرم کرنے کیلئے ایسا کر رہا ہے، مگر جب غور سے دیکھا تو اکثر اوقات چمڑے کے بغیر ہی اُنگلی کو ڈبو رہا تھا اور ایک عجیب چیز یہ میں نے نوٹ کی کہ جب اُنگلی پانی میں جاتی تو شُوں کی آواز پیدا ہوتی، جیسے کسی نے کوئی گرم لوہے کی چیز کو پانی میں ڈبویا ہو، میں نے کئی بار اس موچی سے اس کے بارے میں پوچھا مگر وہ ٹال دیتا تھا، آخر میں نے بہت اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ اس موچی کے محلے میں ایک حافظ رہتا تھا اور وہ حافظ صاحب اس موچی کے پاس پیسے بطورِ امانت رکھ جاتا تھا، کئی دن گزر گئے حافظ صاحب نہ آئے، پتہ کرنے پر معلوم ہوا تو حافظ صاحب بیمار تھے، ان کی حالت کمزور تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ چند دنوں کے مہمان ہیں، میں نے حافظ صاحب سے پیسوں کے بارے میں پوچھا جو تقریباً پانچ ہزار تھے، حافظ صاحب نے کہا کہ: اپنے پاس رکھ، اگر میں مر گیا تو میری قبر میں میرے سرہانے رکھ دینا، حافظ صاحب دوسرے دن چل بسے، میں ان کے کفن دفن میں شریک رہا اور دفن کے وقت وہ پیسے ایک تھیلی میں ڈال کر

میت کے سرہانے رکھ کر گھر چلا آیا، رات کے وقت میرے ذہن میں قبر میں رکھے ہوئے پانچ ہزار روپوں کا بار بار خیال آتا رہا، میں نے سوچا قبر میں اتنی بڑی رقم رکھنے کا کیا مقصد؟ اس کو دیمک کھا جائے گی، پھر خیال آیا حافظ صاحب کی وصیت تو پوری کردی، اب رقم نکال لی جائے تو کوئی حرج نہیں، چنانچہ میں نے ٹارچ سے میت پر روشنی ڈالی تو عجیب منظر دیکھا، روپے کی تھیلی جو میں بند کر کے حافظ کے سرہانے رکھ آیا تھا اپنی جگہ خالی پڑی ہوئی تھی اور روپے سب کے سب حافظ کے جسم پر ایک خاص ترتیب سے بکھرے پڑے تھے جس سے حافظ کا مردہ جسم چھپ گیا تھا، میں نے قبر بند کر کے واپس آنے کی ٹھانی مگر یکدم دل میں خیال آیا کہ ایک نوٹ تو لے لوں، ڈرتے ڈرتے اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی سے ایک نوٹ پَرے ہٹانے کی کوشش کی تو ایک شدید قسم کی جلن اور چُبھن پیدا ہوئی ، جیسے زہریلے بچھو نے ڈنک مارا ہو، شدتِ تکلیف سے میں نے جلدی سے ہاتھ ہٹالیا اور قبر کو بند کر دیا، گھر آکر میں سخت بیمار رہا، جب ٹھیک ہوا تو اُنگلی کے درد، جلن اور چبھن میں اِفاقہ نہ ہوا، علاج پر بہت پیسے خرچ کئے، البتہ یہ دیکھا کہ اُنگلی کو پانی میں ڈبونے سے کچھ دیر تک درد، جلن اور چبھن میں کچھ کمی آجاتی ہے، اس لئے یہ عمل دن رات کرتا رہتا ہوں، جب میں نے موچی کی اُنگلی کو چھوا تو وہ واقعی آگ کی طرح گرم تھی اور چھونے سے

کافی دیر تک میرے ہاتھ میں جلن ہوتی رہی، اس عجیب داستان نے میرے اُوپر بہت اثر کیا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص جو سونے کا مالک ہو یا چاندی کا اور اس کا حق ادا نہ کرے یعنی زکوٰۃ نہ دے تو اس سونے چاندی کے پتّرے بنائے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا گویا کہ وہ خود آگ کے پتّرے ہیں پھر ان سے اس شخص کا پہلو، پیشانی اور کمر داغ دی جائے گی، دیکھا آپ نے کہ مال کی محبت نے کس قدر تباہی مچائی، حافظِ قرآن نے تو مال کی محبت کی وجہ سے قبر میں اپنی رقم رکھنے کی وصیت کی اور عذابِ قبر میں مبتلا ہوا اور موچی مال کی لالچ میں دائمی مصیبت میں گرفتار ہوا، ہمارے لئے اس واقعہ میں عبرت ہی عبرت ہے۔

دولتِ دنیا کے پیچھے تو نہ جا
آخرت میں مال کا ہے کام کیا
مال و دولت دو جہاں میں ہے وبال
کام آئے گا نہ پیشِ ذوالجلال

☆......☆......☆

چوتھا حصّہ

زکوٰۃ کے ضروری مسائل

اور

زکوٰۃ کا حساب بنانے کا طریقہ

زکوٰۃ کے ضروری مسائل

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

زکوٰۃ ہر اس مسلمان عاقل بالغ آزاد مرد و عورت پر فرض ہے جس کی ملکیت میں قرضوں کو منہا کرنے کے بعد کم از کم بقدرِ نصاب یا اس سے زیادہ مال موجود ہو اور چاند کے لحاظ سے اس پر ایک سال گزر جائے۔[1]

بقدرِ نصاب مال کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں کم از کم

الف.... ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) سونا ہو۔

ب.... یا ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) چاندی ہو۔

ج.... یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر نقد رقم یا مالِ تجات ہو۔

د..... یا کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ نقد رقم اور مالِ تجارت ہو اور ان سب کی یا ان میں سے بعض چیزوں کی مجموعی مالیت اتنی ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد ہو۔

جس شخص کے پاس مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق مالِ زکوٰۃ موجود ہو وہ صاحب نصاب کہلاتا ہے اور چاند کے حساب سے اس پر ایک سال

---

(۱) (وسببه) أی سبب افتراضها (ملک نصاب حولی) (الدر المختار۔ ۲/۲۵۹)

گزرنے کے بعد اگر یہ مال اس کی ملکیت میں موجود ہو یا اس سے زائد جتنا بھی ہو اس پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

اَموالِ زکوٰۃ

چار قسم کے اَموال میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

۱۔ سونا، خواہ کسی بھی شکل میں ہو، استعمالی ہو یا نہ ہو۔

۲۔ چاندی، خواہ کسی بھی شکل میں ہو، استعمالی ہو یا نہ ہو۔

۳۔ نقد رقم۔ خواہ اپنے پاس ہو یا بینک میں رکھی ہو اور خواہ کسی بھی ملک کی مروّج کرنسی ہو۔ (۱)

۴۔ مالِ تجارت یعنی وہ مال جو بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہو۔ (۲)

مذکورہ چار چیزوں کے علاوہ کسی اور قسم کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں خواہ وہ کتنا ہی قیمتی ہو اور اپنے استعمال اور ضرورت کا ہو یا ضرورت سے زائد اور فارغ ہو۔

---

(۱) فإن كان له فضة مفردة فلا زكاة فيها حتى تبلغ مائتى درهم وزنا وزن سبعة........ يبلغ عشرين مثقالا. (بدائع الصنائع: ۲/۱٦)

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت (الهندية: ۱/۱۷۹) (وقيمة العرض) للتجارة (تضم إلى الثمنين) (قيمة). (الدر المختار: ۲/۳۰۳)

نابالغ اور مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں

مسئلہ:۔ نابالغ، مجنون اور پاگل پر زکوٰۃ واجب نہیں خواہ ان کی ملکیت میں نصاب سے زائد کتنا ہی مال ہو۔ ہاں لڑکا لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اگر ان کی ملکیت میں بقدرِ نصاب مال موجود ہو تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر مجنون و پاگل صحیح ہو جائے اور اس کا پاگل پن ختم ہو جائے اور اس کی ملکیت میں بقدرِ نصاب مال ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۱)

سونا چاندی اور زیورات کی زکوٰۃ

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو سونا چاندی میں سے ہر ایک کی الگ الگ زکوٰۃ دی جائے گی، ان کی قیمت لگانے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر کوئی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ (یعنی ڈھائی فیصد) زکوٰۃ کے طور پر ادا کر دے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ:۔ اگر کسی کے پاس سونا ساڑھے سات تولہ سے کم ہو اور

---

(۱)(ومنها العقل والبلوغ) فليس الزكاة على صبي ومجنون إذا وجد منه الجنون في السنة كلها هكذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوى الهندية۔ ۱/۱۷۲)

چاندی بھی ساڑھے باون تولہ سے کم ہو تو ایسی صورت میں ان دونوں کی بازاری قیمت لگائی جائے گی، اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی، لیکن اگر دونوں کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر نہ ہو بلکہ کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عام طور پر لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ سونا جب تک ساڑھے سات تولہ نہ ہو یا چاندی جب تک ساڑھے باون تولہ نہ ہو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، یہ بات درست نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس صرف سونا ہو، اس کے علاوہ چاندی، نقد رقم اور مالِ تجارت بالکل بھی نہ ہو تو اس صورت میں سونے کے وزن کا اعتبار ہوگا اور ساڑھے سات تولہ سے کم سونے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، لیکن اگر کسی کے پاس بالفرض پانچ تولہ سونا ہو اور اس کے ساتھ کچھ نقد رقم ہو خواہ پانچ دس روپے ہی ہوں یا کچھ چاندی ہو اور کچھ مالِ تجارت ہو تو اس صورت میں سونے کے وزن کا

(۱) هذا إذا كان له فضة مفردة أو ذهب مفرد فأما إذا كان له الصنفان جميعا فإن لم يكن كل واحد منهما نصابا بأن كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فإنه يضم أحدهما إلى الآخر في حق تكميل النصاب عندنا.(بدائع الصنائع۔ ۱۹/۲)

اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس کی بازاری قیمت کا اعتبار ہوگا۔ اگر اس کی قیمت اور باقی اموالِ زکوٰۃ کی قیمت مِلا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

لہٰذا یہ سمجھنا کہ ساڑھے سات تولہ سے کم سونے پر کسی حال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، غلط ہے۔ آج کل خواتین کے پاس کئی تولہ سونا ہوتا ہے اور کچھ نہ کچھ نقد رقم بھی ضرور ہوتی ہے مگر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں انھیں اپنی اصلاح کر لینی چاہیے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ (۱)

نابالغ اولاد کو زیور دینے کی نیت کرنا

مسئلہ:۔ بہت سی خواتین اپنا زیور اپنے کسی بیٹا یا بیٹی کو شادی پر دینے کی نیت کر لیتی ہیں اور پھر یہ زیور الگ کر کے اپنے ہی پاس رکھتی ہیں یا خود استعمال کرتی رہتی ہیں، یاد رکھنا چاہیے کہ محض دینے کی نیت کرنے سے یہ زیور نابالغ اولاد کی ملکیت میں نہیں جاتا بلکہ وہ خود اس کی مالک رہتی ہیں لہٰذا ان پر اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا، ہاں اگر وہ نابالغ بیٹا یا بیٹی کو اپنا زیور دینے کیلئے ان کے والد کے حوالہ کر دیں تو اس صورت میں یہ

(۱) حوالہ گزشتہ

زیور ان کی ملکیت سے نکل کر اس بیٹا یا بیٹی کی ملکیت میں داخل ہو جائیگا جس کو دینا مقصود ہو اور پھر جب تک وہ بیٹا یا بیٹی نابالغ ہو اس وقت تک اس زیور پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (درمختار: ۲/ ۲۵۸، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی)

سونا چاندی جس شکل میں ہو اس پر زکوۃ فرض ہے

مسئلہ:۔ سونا چاندی کی ہر چیز پر زکوۃ واجب ہے خواہ یہ ڈلی کی صورت میں ہو یا زیور کی صورت میں، اور زیور خواہ استعمال کا ہو یا بنوا کر رکھا ہو۔ بہت سی خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ استعمالی زیور پر زکوۃ واجب نہیں، خوب یاد رکھنا چاہئے کہ سونا چاندی کے استعمالی زیور پر بھی زکوۃ واجب ہے۔ (۱)

مسئلہ:۔ سونا چاندی کے برتنوں پر بھی زکوۃ واجب ہے۔ (بہشتی زیور)

سونے و چاندی کے ملبوسات میں زکوۃ

مسئلہ:۔ خواتین کے پہننے کے جوڑے خواہ جتنے بھی قیمتی اور مہنگے

(۱) (واللازم) مبتدأ (في مضروب كل) منهما (ومعموله ولو تبرا أو حليا مطلقا) مباح الاستعمال أو لا ولو للتجمل والنفقة؛ لأنهما خلقا أثمانا فيزكيهما كيف كانا (الدر المختار۔ ۲/ ۲۹۷)

ہوں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، البتہ اگر ان میں سونے یا چاندی یا دونوں کا کام بنا ہوا ہو، اور وہ اتنی مقدار میں ہو کہ اگر اس کو جدا کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس سے زیادہ مالیت کا نکلے تو اس سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے، خواہ یہ جوڑے استعمال میں ہوں یا نہ ہوں۔

اگر سونے و چاندی کی مقدار بقدرِ نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ اگر وہ دوسرے اموال زکوٰۃ کے ساتھ ملکر بقدرِ نصاب ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔(۱)

مسئلہ:۔ سونا چاندی کے زیورات میں چونکہ معمولی کھوٹ بھی ملا ہوتا ہے اس لئے ان زیورات کو سنار جس قیمت پر خریدتے ہوں اس قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ دینا واجب ہوگا، اور ظاہر ہے کہ کھوٹ ملے سونے کی قیمت خالص سونے کے مقابلے میں کم ہوتی ہے اور اکثر سنار جب کسی زیور کی قیمت لگاتے ہیں تو کھوٹ کو منہا کر کے لگاتے ہیں۔ (زکوٰۃ کس طرح ادا کریں از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

---

(۱) أی ما یعمل من نحو حلیة سیف أو منطقة أو لجام أو سرج أو الکوکب فی المصاحف والأوانی وغیرها اذا کانت تخلص بالإذابة۔ (در مع الشامیة: ۲/۲۹۸)

زکوۃ میں میاں بیوی کی ملکیت کا الگ الگ اعتبار ہے

مسئلہ:۔ شوہر اور بیوی کی ملکیت جدا جدا ہے، لہٰذا جس کی ملکیت میں جتنا زیور ہو اس کی زکوۃ ادا کرنا بھی اُسی پر فرض ہوگا۔ جس طرح شوہر کے ذمہ بیوی کی نماز فرض نہیں اسی طرح بیوی کے زیورات اور سونا چاندی کی زکوۃ ادا کرنا بھی شوہر پر لازم نہیں۔ اگر بیوی کے پاس صرف زیور ہے اور زیور کی وجہ سے وہ صاحب نصاب بن گئی ہے اور اس کے پاس الگ سے پیسے نہیں ہیں تو وہ اپنے زیور بیچ کر زکوۃ ادا کرے، ہاں اگر شوہر خوشدلی سے اس کی زکوۃ اس کی طرف سے خود ادا کردے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی۔ (زکوۃ کس طرح ادا کریں از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

مسئلہ:۔ اگر کسی کے پاس بقدرِ نصاب سونا چاندی موجود تھا اور سال پورا ہونے سے پہلے دو چار تولہ سونا یا چاندی مزید آ گیا تو سال پورا ہونے پر سارے سونے و چاندی کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگا، درمیان سال میں آنے والے سونے و چاندی کا سال الگ سے شمار نہیں ہوگا۔ (۱)

نقد روپیہ کی زکوۃ

مسئلہ:۔ جو حکم سونا چاندی کا ہے وہی حکم کرنسی کا بھی ہے کہ اگر کسی

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۷۵)

کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر رقم موجود ہے یا نقد رقم اس مقدار سے کم ہے مگر دیگر اموالِ زکوٰۃ مثلاً سونا چاندی وغیرہ کی قیمت کے ساتھ مِلا کر کُل مقدار ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد ہو جاتی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے خواہ یہ رقم آئندہ کی ضروریات مثلاً گھر کی تعمیر، گھریلو اخراجات، اپنی یا بچوں کی شادی وغیرہ کیلئے رکھی ہوئی ہو۔ (۱)

مسئلہ:۔ کرنسی جس ملک کی بھی ہو اگر بقدرِ نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مثلاً کسی کے پاس ریال یا ڈالر ہیں اور اتنی مقدار میں ہیں کہ ان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہے یا دیگر اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ مل کر بقدرِ نصاب ہو جاتے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ:۔ جتنی رقم زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر موجود ہو بس اسی کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے، جو خرچ ہوگئی ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۲)

---

(۱) ویخالفه ما فی المعراج فی فصل زکاة العروض أن الزکاة تجب فی النقد کیفما أمسکه للنماء أو للنفقة،...فی بحث النماء التقدیری. (الدر مع الشامی:۲/۲۶۲)

(۲) لا خلاف فی أن أصل النصاب وهو النصاب الموجود فی أول الحول یشترط له الحول. (بدائع الصنائع ۲/۱۳)

مسئلہ:۔ سال کے شروع میں بقدرِ نصاب مال موجود ہو اور سال کے آخر میں بھی نصاب کے بقدر مال موجود ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا خواہ درمیان سال میں مال کم زیادہ ہوتا رہے۔

مسئلہ:۔ جو رقم کسی کے پاس امانت رکھوائی ہو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔(۱)

کرایہ کی آمدنی پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ:۔ جو زمین، مکان، دوکان، آلات، مشین، گاڑی وغیرہ کرایہ پر دی ہوئی ہے اس پر زکوٰۃ فرض نہیں،(۲) البتہ ان سے جو کرایہ آتا ہے اگر وہ بقدرِ نصاب ہو یا دیگر اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ ملکر بقدرِ نصاب یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، البتہ کرایہ کی جو آمدنی زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہوگئی ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

مالِ تجارت پر زکوٰۃ

مسئلہ:۔ مالِ تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے، اور مالِ تجارت اس مال کو کہا

---

(۱) و كذا الوديعة عند غير معارفه(قوله عند غير معارفه) أى عند الأجانب، فلو عند معارفه تجب الزكاة لتفريطه بالنسيان فى غير محله بحر. (در مع الشامى- (۲/۲٦٦)

(۲) ولو اشترى قدورا من صفر يمسكها ويؤاجرها لا تجب فيها الزكاة كما لا تجب فى بيوت الغلة (الفتاوى الهندية- ۱/۱۸۰)

جاتا ہے جسے فروخت کرنے کی نیت کے ساتھ خریدا گیا ہو اور سال پورا ہونے تک یہ نیت باقی رہے۔ [۱]

مسئلہ:۔ اگر کسی نے کوئی چیز خریدی نہیں بلکہ کسی اور ذریعہ سے اُسے ملی مثلاً میراث میں ملی یا کسی نے کوئی چیز ھدیہ میں دیدی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ [۲]

مسئلہ:۔ کوئی سامان یا زمین، پلاٹ یا مکان خریدا اور خریدتے وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی بلکہ استعمال کرنے یا سرمایہ محفوظ کرنے یا کرایہ پر چڑھانے کی نیت تھی تو یہ مالِ تجارت نہیں اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ بعد میں فروخت کرنے کی نیت بھی کرلے۔ (زکوٰۃ کس طرح ادا کریں)

مسئلہ:۔ اگر کوئی چیز خریدی اور خریدتے وقت بیچنے کی نیت تھی مگر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے بیچنے کی نیت ختم کردی اور خود استعمال کرنے کی یا کرایہ پر دینے کی نیت کرلی تو یہ چیز بھی مالِ تجارت نہ رہے گی

(۱)(أو نية التجارة) في العروض، إما صريحا، أو دلالة بأن يشترى عينا بعرض التجارة أو يؤاجر داره التى للتجارة بعرض فتصير للتجارة بلا نية صريحاً(الدر المختار: ۲/۲۶۷)

(۲) وما ملكه بعقد ليس فيه مبادلة أصلا كالهبة.... فإنه لا يصح فيه نية التجارة، وهو الأصح... ولو ورثه فنواه للتجارة لا يكون لها كذا فى التبيين(الهندية: ۱/۱۷۴)

اور اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

مسئلہ:۔ کسی چیز کے مالِ تجارت میں داخل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس کو خریدتے وقت بیچنے کی حتمی نیت ہو۔ چنانچہ اگر کسی نے کوئی پلاٹ وغیرہ خریدا اور نیت یہ تھی کہ اگر موقع ہوا تو خود رہائش کیلئے مکان بنالیں گے یا موقع ہوا تو کرایہ پر چڑھا دیں گے یا اگر کوئی اچھا گاہک مِلا تو بیچ دیں گے تو چونکہ خریدتے وقت بیچنے کی پختہ اور حتمی نیت نہیں اس لئے اس پلاٹ کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (زکوٰۃ کس طرح ادا کریں)

مسئلہ:۔ اگر کوئی چیز بیچنے کی نیت سے نہیں خریدی مگر بعد میں بیچنے کی نیت کر لی تو بعد میں بیچنے کی نیت کرنے سے یہ چیز مالِ تجارت نہیں بنے گی اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ہاں اگر یہ چیز فروخت ہو جائے اور اس کی قیمت مِل جائے اور یہ رقم سال پورا ہونے کی تاریخ تک باقی رہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۲)

مسئلہ:۔ رہائش کا گھر، استعمال کی گاڑی، پہننے کے کپڑے، گھر کا سازوسامان خواہ کتنا زیادہ ہو اور کتنا ہی قیمتی ہو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۳)

---

(۱)(لا یبقی للتجارة ما اشتراه لها فنوی خدمته)(الدر المختار: ۲/۲۷۲)

(۲) ما نواه للخدمة (لا یصیر للتجارة) وإن نواه لها ما لم یبعه بجنس ما فیه الزکاة.(الدر المختار: ۲/ ۲۷۲)

(۳)(ولا فی ثیاب البدن وأثاث المنزل ودور السکنی ونحوها.(الدر المختار: ۲/۲۶۴)

مسئلہ:۔ ہمہ قسم کے قیمتی پتھر اور ہیرے وجواہرات پر زکوٰۃ واجب نہیں، ہاں اگر یہ فروخت کرنے کی نیت سے خریدے ہوں یا کوئی شخص ان کا کاروبار کرتا ہو تو پھر یہ مالِ تجارت میں داخل ہونگے اور ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۱)

مسئلہ:۔ گھر میں پالنے کے لئے رکھے ہوئے قیمتی طوطوں، چڑیاؤں، مچھلیوں اور ہرن وغیرہ پر زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ اگر ان کو بیچنے کی نیت سے خریدا ہو یا ان کا کاروبار ہو تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ:۔ جو اسلحہ اپنی جان یا مال کی حفاظت کی غرض سے خریدا ہو یا چوکیدار ہو اور چوکیداری کی ملازمت کے لئے خریدا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، ہاں بیچنے کی نیت سے خریدا ہو تو مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۲)

مسئلہ:۔ اگر کسی نے فروخت کرنے کی نیت سے گھوڑا، اونٹ، بھینس، بکری، گائے، بھیڑ، مرغی یا کوئی دوسرا جانور خریدا تو مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۳)

---

(۱)(إلا أن تكون للتجارة). (الدر المختار ۲/۲۷۳)

(۲)و كآلات الحرفة وأثاث المنزل ودواب الركوب و كتب العلم لأهلها فإن الجهل عندهم كالهلاك (حاشية ابن عابدين ۲/۲۶۲)

(۳) لا شيء في الخيل، وهذا عندهما، وهو المختار للفتوى إلا أن تكون (بقیہ ص ۸۱ پر)

مسئلہ:۔ اگر کسی کا بھینسوں کا باڑہ ہے اور اس میں بھینسیں اس لئے رکھی ہوئی ہیں تاکہ ان کا دودھ فروخت کرے تو یہ بھینسیں مالِ تجارت میں داخل نہیں ہونگی اور ان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ہاں دودھ کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم میں سے جتنی رقم زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے وقت موجود ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، البتہ اگر بھینسوں کی تجارت بھی مقصود ہو یعنی بھینسیں خریدتے وقت ان کا دودھ بیچنے کے ساتھ ساتھ خود بھینسیں بیچنے کی بھی نیت ہو تو ایسی بھینسیں مالِ تجارت میں داخل ہونگی اور ان کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/ ۲۸۲)

مسئلہ:۔ اگر کوئی جائیداد یا کوئی چیز بیچنے کی نیت سے خریدی مگر پھر اسے کرایہ پر دیدی تو اب یہ مالِ تجارت نہیں رہی اور اس کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ البتہ حاصل ہونے والے کرایہ میں سے جتنی رقم زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک موجود ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۱)

مسئلہ:۔ اگر کسی نے پولٹری فارم بنایا ہوا ہے اور اس میں چوزے اور مرغیاں رکھی ہوئی ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(بقیہ ص ۸۰) لـلـتجارة...والحمير والبغال والفهد والكلب المعلم إنما تجب فيها الزكاة إذا كانت للتجارة...(الهندية: ۱/ ۱۷۸)

(۱) اذا اشترى دارا أو عبدا للتجارة فآجره خرج من أن يكون للتجارة لأنه لما آجره فقد قصد الغلة فخرج عن حكم التجارة.(الفتاوى التاتارخانية ۲/ ۲۳۹)

۱۔ اگر یہ چوزے اور مرغیاں خریدتے وقت ہی ان کو بیچنے کی نیت تھی تو یہ مالِ تجارت ہیں اور ان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۲۔ اور اگر ان کو خریدتے وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی بلکہ ان کے انڈے یا ان کے بچے بیچنے کی نیت تھی تو ان مرغیوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، ہاں ان کے انڈے اور بچے بیچنے سے جو رقم حاصل ہوگی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/ ۳۱۰)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص پالتو جانور مثلاً ہرن وغیرہ یا کتے، بلی، بندر، شیر، نیولا وغیرہ کی تجارت کرتا ہو تو اگر ان کو بیچنے کی نیت سے خریدے تو مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ:۔ دوکان میں موجود ایسی چیزیں جن کو بیچنے کیلئے نہ خریدا گیا ہو بلکہ استعمال کرنے کے لئے خریدا ہو جیسے سامان رکھنے کی الماریاں، بیٹھنے کی کرسیاں یا اسٹول، دیوار کی گھڑی شوکیس وغیرہ ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ یہ مالِ تجارت نہیں۔ (۱)

مسئلہ:۔ اسی طرح کسی کارخانہ میں مال تیار کرنے والی مشینیں، استعمال کی گاڑیاں، کارخانہ کی عمارت اور زمین وغیرہ بھی مالِ تجارت نہیں اور ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (درمختار: ۲/ ۲۶۵ مطبع ایچ ایم سعید کمپنی)

---

(۱) وکذالک آلات المحترفین۔۔۔(الدر المختار: ۲/ ۲۶۵)

مسئلہ:۔ پرنٹنگ پریس کی مشینیں، گارمنٹس فیکٹری کی مشینیں، ڈرائی کلین کی مشینیں اور درزی کی کپڑے سینے کی مشین پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں البتہ اگر یہ مشینیں ہی بیچنے کی نیت سے خریدی ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ تجارت کا مال صرف وہی ہے جس کا انسان باقاعدہ کاروبار اور تجارت کرتا ہو۔ حالانکہ شرعاً کسی چیز کے مالِ تجارت بننے کیلئے صرف اتنا کافی ہے کہ اسے خریدتے وقت بیچنے کی نیت ہو۔

اس وضاحت سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوگیا کہ آجکل بہت سے لوگ گاڑیوں کی خرید وفروخت کرتے ہیں، مثلاً کوئی گاڑی جاپان سے منگوائی اور اس نیت سے منگوائی کہ بیچ کر نفع حاصل کریں گے، تو یہ گاڑی مالِ تجارت میں داخل ہے اگرچہ مناسب گاھک ملنے تک مالک خود اس کو استعمال کرتا رہے بشرطیکہ اس دوران بیچنے کی نیت برقرار رہے۔ لہٰذا اس صورت میں جس دن زکوٰۃ کا سال پورا ہوتا ہے اگر اس دن یہ گاڑی موجود ہو تو اس کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (فتاویٰ قاضیخان علی ھامش الھندیۃ: ۱/۲۴۵)

(۱) و کذالک آلات المحترفین۔۔۔(الدر المختار: ۲/۲۶۵)

مسئلہ:۔ اگر کسی کے پاس کئی مکان ہوں یا کئی دوکانیں ہوں اور وہ ان کو کرایہ پر چلاتا ہو، یا سائیکلیں، موٹر سائیکلیں اور کاریں، بسیں ہوں اور ان کو بھی کرایہ پر چلاتا ہو تو ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ کرایہ پر چلانے سے کوئی مال مالِ تجارت نہیں بنتا، البتہ کرایہ سے جو رقم حاصل ہوگی اس میں سے جتنی زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے وقت باقی ہو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔(۱)

مسئلہ:۔ کارخانوں اور مِلوں کی مشینوں اور عمارت پر تو زکوٰۃ فرض نہیں مگر ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس تیار مال پر زکوٰۃ فرض ہے، اسی طرح خام مال جو سامان تیار کرنے کے لئے خریدا گیا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، لہٰذا تیار شدہ مال اور خام مال کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (احکامِ زکوٰۃ از حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کا کسی کاروبار یا دوکان میں حصہ ہو تو جتنا اس کا حصہ ہوگا بس اپنے اسی حصے کے بقدر زکوٰۃ ادا کرنا اس پر واجب ہوگا، بقیہ مال کی زکوٰۃ اُس کے ذمہ ہوگی جو اس کا مالک ہے۔ البتہ اگر سب شرکاء مل

---

(۱)فان كانت الدار والعبد للتجارة وقبض أربعين درهماً بعد الحول كان عليه درهم بحكم الحول الماضى قبل القبض لأن أجرة التجارة وعبد التجارة بمنزلة ثمن مال التجارة فى الصحيح من الرواية.(فتاوى قاضيخان ١/١٢٤)

کر یہ فیصلہ کرلیں کہ زکوٰۃ کی رقم مشترکہ کاروبار سے ادا کردی جائے تو شرعاً اس کی بھی اجازت ہے۔ (فتاویٰ عثمانی: ۲/۷۴)

شیئرز پر زکوٰۃ

مسئلہ:۔ اگر کسی نے کسی کمپنی کے شیئرز خریدے ہوں اور نیت یہ ہو کہ یہ شیئرز بیچ کر نفع کماؤں گا تو یہ شیئرز مالِ تجارت ہونگے اور زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر جتنے شیئرز موجود ہوں ان کی بازاری قیمت (مارکیٹ ویلیو) کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر شیئرز خریدنے سے مقصود ان کو فروخت کر کے نفع کمانا نہ ہو بلکہ کمپنی میں حصہ دار بن کر اس کے نفع میں شریک ہونا ہو، تاکہ کمپنی ان شیئرز کے مطابق شیئرز ہولڈر کو اپنے نفع میں سے حصہ دے تو اس صورت میں اگر کمپنی کے قابل زکوٰۃ اثاثوں (نقد رقم، خام مال اور تیار مال) اور غیر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں (عمارت، فرنیچر اور مشینری وغیرہ) کی تحقیق ممکن ہو تو کمپنی کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کے بقدر شیئرز کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور غیر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کے بقدر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، مثلاً شیئرز کی مارکیٹ ویلیو سو روپے ہے جن میں سے ساٹھ روپے غیر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں یعنی بلڈنگ اور مشینری وغیرہ کے مقابلہ میں ہیں اور چالیس روپے قابلِ

زکوٰۃ اثاثوں یعنی خام مال، تیار مال اور نقدر رقم کے مقابلے میں ہیں تو اس صورت میں چونکہ شیئرز کے صرف چالیس روپے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں مقابلے میں ہیں اس لئے چالیس روپے پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی اور ساٹھ روپے کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، لیکن اگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں اور غیر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی تحقیق مشکل ہو یا تحقیق تو ممکن ہو لیکن احتیاطاً شیئرز کی پوری بازاری قیمت (مارکیٹ ویلیو) کے حساب سے زکوٰۃ ادا کردی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (زکوٰۃ کس طرح ادا کریں از: حضرت مفتی مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم)

بچت سرٹیفکیٹس کی زکوٰۃ

مسئلہ:۔ بچت سرٹیفکیٹس مثلاً (FEBC,NDFC,NIT) وغیرہ کو خریدنا اگرچہ موجودہ حالات میں جائز نہیں لیکن اگر کسی نے خرید لیے ہوں اور زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے دن موجود ہوں تو ان کی صرف اصل رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (فتویٰ دارالعلوم کراچی)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

مسئلہ:۔ پراویڈنٹ فنڈ (جی پی فنڈ) پر زکوٰۃ کے بارے میں اصل

علم کی تحقیق یہ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جب تک ملازم کو وصول نہ ہو جائے یعنی جب تک وہ رقم ملازم کے قبضہ میں نہ آجائے اس وقت تک اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اور رقم وصول ہونے کے بعد بھی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اس رقم پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ رقم ملازم کو مل جائے، البتہ جو پراویڈنٹ فنڈ جبری نہ ہو بلکہ ملازم نے اپنے اختیار سے اس کیلئے رقم کٹوائی ہو اس کے معاملہ میں احتیاط اسی میں ہے کہ رقم وصول ہونے پر سالہائے گزشتہ کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ (فتاویٰ عثمانی: ۲/۶۵)

ترکہ کے مال پر زکوٰۃ

مسئلہ:۔ اگر ترکہ کئی سال تک تقسیم نہ ہوا ہو تو اس پر زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ ترکہ کی ایسی اشیاء جو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں داخل نہیں جیسے رہائشی مکان، استعمال کا فرنیچر، کپڑے، برتن وغیرہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ وہ چیزیں جو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں داخل ہیں جیسے نقد رقم، سونا، چاندی، زیورات وغیرہ، ان پر زکوٰۃ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی وارث نے دوسرے ورثاء کی اجازت اور رضا مندی کے بغیر ترکہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہو اور سالہا سال ورثاء کو ان کا حق نہ دیا ہو تو جس وارث نے قبضہ کیے رکھا اُس پر

تو اپنے حصہ کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا، البتہ باقی ورثاء نے اگر اس کو اپنے حصے پر قبضہ کرنے کی اجازت نہ دی ہو اور نہ خود قبضہ کرنے کے بعد اس کے پاس اپنا حصہ رکھوایا ہو تو ان پر اپنے حصوں کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ جب ان کا حصہ ان کو وصول ہو جائے گا تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اور اگر باقی ورثاء نے خود اپنے حصہ پر قبضہ کر کے کسی ایک وارث کے پاس اپنا حصہ رکھوا دیا ہو یا اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کی اجازت دیدی ہو تو اس صورت میں ہر وارث پر اپنے حصے کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔ (تبویب دارالعلوم کراچی)

حج یا عمرہ کیلئے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ

مسئلہ:۔ جو رقم عمرہ کیلئے ٹکٹ اور عمارت کے کرایہ وغیرہ کی مدّ میں جمع کرائی ہو اگر حتمی طور پر معلوم ہو کہ جانا یقینی ہے تو اس رقم پر زکوٰۃ فرض نہیں، اور اگر حتمی طور پر جانے کا علم نہ ہو اور زکوٰۃ کا سال پورا ہو جائے تو انتظار کیا جائے، اگر بعد میں جانے کا انتظام ہو جائے تو بھی جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ فرض نہیں، اور اگر جانے کا انتظام نہ ہو اور رقم واپس مل جائے تو اس رقم کی بھی زکوٰۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مسئلہ:۔ حج کیلئے جو رقم حج درخواست کے ساتھ بینک میں جمع کرائی ہو اگر زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ حج پر جانے کیلئے درخواست قبول ہو چکی ہے تو اس رقم پر زکوٰۃ فرض نہیں، اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ درخواست قبول نہیں ہوئی تو رقم ملنے کے بعد اس کی زکوٰۃ نکالنا فرض ہوگا۔ اور اگر درخواست کے قبول ہونے یا قبول نہ ہونے کے بارے میں کچھ علم نہ ہو اور اسی دوران زکوٰۃ کا سال پورا ہو جائے تو اس صورت میں بھی انتظار کیا جائے گا، اگر بعد میں درخواست قبول ہو جائے تو اس رقم کی زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی اور اگر درخواست قبول نہ ہو تو رقم واپس ملنے پر اس کی زکوٰۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مسئلہ:۔ حج درخواست قبول ہونے کے بعد اگر درخواست گزار کو کچھ رقم واپس مل جائے اور اس دوران زکوٰۃ کی تاریخ گزر چکی ہو تو اس رقم کی زکوٰۃ نکالنا بھی فرض ہے۔ (فتویٰ دارالعلوم کراچی)

قرض کے متعلق زکوٰۃ کے مسائل

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کی ملکیت میں قابلِ زکوٰۃ اَموال ہوں اور اس پر قرض بھی ہو تو اگر قرض زیادہ ہو اور مال کم ہو، یا مال قرض سے زیادہ

ہو مگر قرض کو منہا کرنے کے بعد نصاب کے بقدر مال نہ بچتا ہو یعنی اگر قرض کی رقم منہا کردی جائے تو باقی مال ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ لیکن اگر قرض منہا کرنے کے بعد باقی اَموالِ زکوٰۃ نصاب کے بقدر یا اس سے زائد ہوں تو قرض کے علاوہ باقی رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔(۱)

مثال کے طور پر کسی کی ملکیت میں قابلِ زکوٰۃ اَموال یعنی سونا، چاندی، نقد رقم اور مالِ تجارت کی کُل مالیت تیس لاکھ روپے ہے اور اس پر چالیس لاکھ روپے قرض ہے تو چونکہ قرض کُل مال سے زیادہ ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

اور اگر کسی کے قابلِ زکوٰۃ اموال کی مجموعی مالیت تیس لاکھ روپے ہے اور اس پر بیس لاکھ روپے قرض ہے، تو قرض کو منہا کرنے کے بعد اس کے پاس دس لاکھ روپے بچتے ہیں جو نصابِ زکوٰۃ یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے زائد ہیں لہٰذا ان دس لاکھ روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔

---

(۱) (وإن كان ماله أكثر من دينه زكى الفاضل إذا بلغ نصابا) لفراغه عن الحاجة الأصلية.(فتح القدير:۲/۱۶۰)۔ومديون للعبد بقدر دينه فيزكى الزائد إن بلغ نصابا.(الدر المختار:۲/۲۶۳)

اور اگر کسی کے قابلِ زکوٰۃ اموال کی مجموعی مالیت تیس لاکھ روپے ہے اور اس پر اُنتیس لاکھ نوے ہزار روپے قرض ہے تو قرض کی رقم کو منہا کرنے کے بعد چونکہ صرف دس ہزار روپے بچتے ہیں جو نصاب زکوٰۃ یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے کم ہیں اس لئے اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

مہر کی رقم یا زیور پر زکوٰۃ کا حکم

کسی عورت کے شوہر کے ذمہ مہر ہو جو بقدرِ نصاب ہو یا اس سے زیادہ ہو اور وہ کئی سالوں کے بعد عورت کو ملے تو اس کی زکوٰۃ ملنے کے دن سے ہے، پچھلے سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں، اب اگر مہر کی رقم یا زیور عورت کے پاس باقی ہے اور اس پر سال گزر جائے یا دیگر اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ ملکر اس پر سال گزر جائے تو اس کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:۔ زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک بجلی، گیس وغیرہ کے بل، ملازمین کی تنخواہیں اور پارٹیوں کی ادائیگیاں اگر لازم ہوگئی ہوں تو انہیں بھی قابلِ زکوٰۃ اُموال سے منہا کیا جائیگا۔ (۱)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کا مال کسی دوسرے کے ذمہ قرض ہو تو اگر

(۱)(فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد)۔(الدر المختار۔ ۲/۲٦۰)

مقروض قرض واپس کرنے سے مُکر گیا ہو یا غائب ہو گیا ہو اور پتہ نہ چل سکتا ہو کہ کہاں گیا ہے جسکی وجہ سے اب اس رقم کے واپس ملنے کی امید نہ ہو تو اس رقم پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (۱)

لیکن اگر مقروض اس قرض کا اقرار کرتا ہو اور کہتا ہو کہ میں تمہاری رقم ادا کرونگا اور بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہو کہ نیک نیتی سے کہہ رہا ہے اگر چہ اس وقت گنجائش نہیں مگر گنجائش ہونے پر واقعی دیدیگا تو اس صورت میں اس رقم پر زکوٰۃ فرض ہے، البتہ یہ سہولت ہے کہ اس رقم کی زکوٰۃ فوری ادا کرنا واجب نہیں بلکہ جب قرض کی یہ رقم وصول ہو جائے تو اس وقت ادا کر سکتا ہے۔ مگر جب رقم مِل جائیگی تو گزشتہ جتنے سالوں کی زکوٰۃ نہیں دی تھی ان سب سالوں کی زکوٰۃ دینا ضروری ہوگا۔ (درمختار مع الشامیہ: ۲/۲۶۶)

مسئلہ:۔ اگر قرض کی رقم یکمشت وصول نہ ہو بلکہ تھوڑی تھوڑی وصول ہو تو جب نصاب کی مقدار کا پانچواں (۱/۵) حصہ یعنی نصاب زکوٰۃ کا بیس فیصد وصول ہو جائے تو اس وقت اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اسی

---

(۱) (ولا فی مال مفقود...... (ودین) کان (جحده المدیون سنین) ولا بینة له علیه...... (ثم وصل إلیه بعد سنین...... (ولو کان الدین علی مقر ملیء أو) علی معسر أو مفلس...... فوصل الی ملکه لزم زکاة ما مضی. (الدر المختار۔ ۲/۲٦٦)

طرح ہر بیس فیصد کی وصولی پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوتی رہے گی۔ (۱)

زکوٰۃ ادا کرنے کے مسائل

نیت کرنا ضروری ہے

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے شرعاً درست ہونے کیلئے نیت کرنا ضروری ہے مثلاً ''میں زکوٰۃ ادا کرتا ہوں''، نیت کئے بغیر کسی مستحق کو مالِ زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ لہٰذا بلا نیت زکوٰۃ کسی مستحق کو کچھ رقم دینے کے بعد جب تک وہ مال اس غریب کے پاس موجود ہے، ابھی اس نے خرچ نہیں کیا ہے اس وقت تک زکوٰۃ کی نیت کرنا درست ہے اور اب نیت کرنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، البتہ فقیر نے وہ مال خرچ کرلیا یا کسی کو دیدیا تو اب زکوٰۃ کی نیت کرنے کا اعتبار نہیں اب زکوٰۃ دوبارہ دینی ہوگی۔ (۲)

اور جو مال بغیر نیت کے دیا ہے اس کا ثواب نفلی صدقہ کا ہوگا۔

---

(۱)فکلما قبض أربعین درهما یلزمه درهم.(درمختار ۳۰۵/۲)

(۲) (للّٰه تعالیٰ)بیان لاشتراط النیة(الدر المختار ۲۵۸/۲)

وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء (الفتاوی الهندیة۔ ۱/۱۷۰)

دل میں نیت کرنا کافی ہے

ادائیگی زکوٰۃ کے وقت صرف دل میں زکوٰۃ کی نیت ہونا کافی ہے کہ ''میں زکوٰۃ ادا کرتا ہوں'' زبان سے کہنا ضروری نہیں، بلکہ بہتر بھی نہیں (احکامِ زکوٰۃ ص:۳۵) کیونکہ بعض عزت دار مستحقین کو اگر کہہ کر دی جائے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے تو اس سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے یا وہ شرمندہ ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ لینے سے انکار کردیتے ہیں اور ان کی ضرورت پوری نہیں ہوتی حالانکہ وہ فی الواقع مستحق اور ضرورتمند ہوتے ہیں لہٰذا دل میں زکوٰۃ کی نیت کرنا کافی ہے اور زبان سے ھدیہ کہکر یا قرض کہکر زکوٰۃ کسی مستحق زکوٰۃ کو دینا درست ہے اس طرح شرعاً زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے۔[1]

مسئلہ:۔ کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے رقم نکال کر الگ رکھ لی کہ جب کوئی مستحق ملے گا تو دیدونگا، پھر مستحق کو دیتے وقت نیت کرنا بھول گیا تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی، البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر علیحدہ نہ رکھتا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوتی، غرض یہ کہ زکوٰۃ کی نیت خواہ رقم نکال کر علیحدہ رکھتے وقت

---

(۱) من أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكاة فانها تجزيه۔(مجمع الأنهر: ۱/۱۹۶)

کر لے یا مستحق کو دیتے وقت کر لے دونوں طرح ٹھیک ہے، لیکن دونوں وقت نہ کی اور مستحق کو رقم دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

مسئلہ:۔ کسی نے قرض مانگا اور معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ کبھی قرض ادا نہ کر سکے گا یا ایسا نا دھندہ ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا تو اس کو قرض کے نام سے رقم دیدی اور دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی اگرچہ لینے والا یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ (۲)

مسئلہ:۔ اگر کسی کو انعام کے طور پر کچھ دیا اور دل میں یہ نیت کر لی کہ زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اسی طرح کسی غریب یا اس کے بچوں کو عیدی یا تحفہ کے طور پر زکوٰۃ دیدی تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی اگرچہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہمیں تحفہ یا عیدی دی ہے، اور عزیز رشتہ داروں کے ساتھ ایسا ہی کرنا افضل ہے تا کہ ان کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو اور رقم لینے میں شرمندگی نہ ہو۔ (۳)

مسئلہ:۔ کسی مستحق آدمی کو قرض دیا ہوا ہے تو اگر زکوٰۃ کی نیت سے

---

(۱) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب.... الخ (هندية: ۱/۱۷۰)

(۲)(نوى الزكاة إلا أنه سماه قرضا جاز)(الدر المختار:۲/۲۳۳)

(۳)نوى الزكاة بما يدفع لصبيان أقربائه أو لمن يأتيه بالبشارة أو يأتي بالباكورة (هندية۔ ۱/۱۹۰)

قرض معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ اگر اس کو زکوٰۃ کی نیت سے رقم دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اب یہی رقم اس سے اپنے قرض میں واپس لے لینا درست ہے۔ (۱)

کسی اور شخص کے ذریعہ زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ کسی دوسرے شخص یا ادارہ کو اپنی زکوٰۃ کی رقم دے کر وکیل ومختار بنانا کہ وہ آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دے، جائز اور درست ہے، البتہ اس میں دو باتوں کا بہت خیال رکھنا چاہیے:

(۱)۔۔۔وکیل پر پورا اعتماد ہو کہ وہ آپ کی زکوٰۃ صحیح مصرف میں ادا کرے گا، شرعی حدود اور شرائط کی رعایت کئے بغیر دوسری مدّات میں آپ کی رقم خرچ نہیں کریگا۔

(۲)۔۔۔جب تک آپ کا مال اس وکیل کے قبضہ میں رہے گا وہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کے پاس رکھا ہے، زکوٰۃ اُسی وقت ادا ہوگی جب یہ شخص یا ادارہ مالِ زکوٰۃ کو اُس کے صحیح مصرف میں خرچ کرے گا، بہت سے ادارے زکوٰۃ کی رقمیں جمع کر لیتے ہیں اور سالہا سال

---

(۱)وعن دين سيقبض لا يجوز، وحيلة الجواز أن يعطى مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه۔(الدر المختار۔ ۲/ ۲۷۰)

اپنے پاس رکھتے ہیں یہ بڑی بے احتیاطی کی بات ہے۔ (۱)

مسئلہ :۔ زکوٰۃ کی رقم کسی شخص کو دی اور اس کو وکیل بنایا کہ تم کسی غریب کو دے دینا، تو اب اگر وکیل کسی غریب مستحق کو یہ رقم دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

مسئلہ :۔ اگر آپ نے دوسرے شخص (وکیل) کو رقم نہیں دی، بس اتنا کہدیا کہ تم میری طرف سے زکوٰۃ دیدینا، اور اس نے اپنی رقم سے آپ کی طرف سے زکوٰۃ دیدی تو آپ کی زکوٰۃ ادا ہوگئی، اور جو رقم اس نے دی ہے وہ آپ کے ذمہ اس کا قرض ہے۔ (۳)

مسئلہ :۔ اگر آپ نے کسی سے کچھ نہیں کہا، اور آپ کی اجازت کے بغیر کسی نے آپ کی طرف سے زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اب اگر آپ منظور بھی کرلیں تب بھی آپ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ یہ خود اسی کی طرف سے نفلی صدقہ ہوگا اور آپ سے یہ رقم وصول کرنے کا

---

(۱) فإن لم ينو عند التوكيل ونوى عند دفع الوكيل جاز كذا في الجوهرة النيرة۔(هندية: ۱/۱۷۱)

(۲) وتعتبر نية الموكل في الزكاة دون الوكيل. (هندية: ۱/۱۷۱)

(۳) لو أمر غيره بالدفع عنه جاز(الدر المختار۔ ۲/۲۶۹)

بھی اس کو حق نہیں ہوگا۔ [۱]

مسئلہ:۔آپ نے کسی شخص کو زکوٰۃ کی رقم دی کہ میری طرف سے یہ زکوٰۃ میں دیدینا تو اسے اختیار ہے، چاہے خود کسی غریب کو یہ رقم دیدے یا کسی اور کے سپرد کردے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دیدینا، اور نام بتانا بھی ضروری نہیں کہ فلاں شخص کی طرف سے یہ زکوٰۃ دیتا ہوں۔ [۲]

مسئلہ:۔آپ نے کسی کو زکوٰۃ کی رقم دی کہ میری طرف سے یہ زکوٰۃ میں دیدینا تو وہ شخص اپنے عزیز رشتہ داروں یا ماں، باپ میں سے کسی کو مستحقِ زکوٰۃ ہونے کی وجہ سے یہ رقم دے سکتا ہے، ایسا کرنا جائز ہے، لیکن اگر وہ خود غریب ہے تو خود اپنے پاس رکھ لینا صحیح نہیں، البتہ اگر آپ نے یہ کہہ دیا ہو کہ ''جو چاہے کرو اور جسے چاہو دیدو'' تو اس صورت میں اگر وہ خود بھی لے لے تو درست ہے بشرطیکہ مستحقِ زکوٰۃ ہو۔ (احکامِ زکوٰۃ: ص ۳۸)

زکوۃ نکالتے وقت کون سی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

مسئلہ:۔ زکوٰۃ نکالتے وقت اُموالِ زکوٰۃ کی اس دن کی مالیت معتبر ہوگی جس دن زکوٰۃ نکالی جارہی ہے یا جس دن زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر اس کا حساب کیا جارہا ہو، مثلاً کسی نے ایک پلاٹ بیچنے کی نیت سے پانچ

(۱) لو أدى زكاة غيره بغير أمره فبلغه فأجاز لم يجز (شامية: ۲/۲۶۹)

(۲) للوكيل بدفع الزكاة أن يوكل غيره بلا إذن بحر عن الخانية (شامية۔ ۲/۲۷۰)

لاکھ روپے میں خریدا تھا، اور سال گزرنے کے بعد اس کی قیمت آٹھ لاکھ روپے ہوگئی تو اب آٹھ لاکھ روپے پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائیگی، پانچ لاکھ پرنہیں نکالی جائیگی۔ (۱)

مسئلہ:۔ اسی طرح وہ ''سامانِ تجارت'' جو بیچنے کیلئے دوکان وغیرہ میں رکھا ہے اس کی قیمتِ فروخت کے اعتبار سے زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے، بعض لوگ سامانِ تجارت یا اُموال زکوٰۃ کی وہ قیمت لگا کر زکوٰۃ نکالتے ہیں جس قیمت پر انہوں نے یہ مال خریدا تھا یا جتنی رقم خرچ کرنے پر یہ مال تیار ہوا ہے یہ طریقہ شرعاً درست نہیں، خوب یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ نکالتے وقت اُموالِ زکوٰۃ کی قیمتِ خرید یا لاگت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ قیمتِ فروخت کے اعتبار سے زکوٰۃ نکالی جائیگی۔

اور مالِ تجارت کی تین قیمتیں ہوتی ہیں۔ ا۔ ریٹیل پرائس، یعنی ہر ہر چیز کی الگ الگ قیمت ۔ ۲۔ ہول سیل پرائس، یعنی سامان کی زیادہ مقدار فروخت کرنے کی صورت میں رعایتی قیمت ۔ ۳۔ پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کرنے کی صورت میں اس کی بازاری قیمت، اب ان میں سے کس قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ نکالی جائے؟ تو زکوٰۃ کا حساب لگانے میں اصل

(۱) فاعتبار یوم الأداء یکون متفقا علیه عنده وعندهما (رد المحتار: ۲/۲۸۶)

میں تو تیسری قسم کی قیمت کا اعتبار ہے اور دوسری قسم کی قیمت کے مطابق بھی حساب لگایا جاسکتا ہے۔

اگر مالِ زکوٰۃ اور سامانِ تجارت میں سے ہر ہر چیز کی الگ الگ قیمت فروخت یعنی ریٹیل پرائس کے اعتبار سے حساب کرنا ممکن ہو تو اسکے حساب سے بھی زکوٰۃ کا حساب کرنا اور زکوٰۃ نکالنا درست ہے، لیکن اگر ہر ہر چیز کی قیمت کا حساب کرنا ممکن نہ ہو تو ذکر کردہ تیسری قسم کی قیمت سے زکوٰۃ کا حساب لگانا کافی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آدمی زکوٰۃ نکالتے وقت یہ حساب لگائے کہ اگر اپنے سارے اسٹاک اور کُل مالِ زکوٰۃ کو اگر اکٹھا فروخت کروں تو بازار میں اس کی کیا قیمت لگے گی؟ پھر اسی قیمت کے اعتبار سے ڈھائی فیصد کا حساب کر کے زکوٰۃ نکال دے، البتہ احتیاط اس میں ہے اور آسان بھی ہے کہ عام ''ہول سیل قیمت'' سے حساب لگا کر اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کردی جائے۔ (مأخوذ از: زکوٰۃ کس طرح ادا کریں از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم)

پیشگی زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا بھی درست ہے یا اگر کوئی شخص اپنی سہولت کیلئے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کی نیت سے

ادا کر دیا کرے اور جب زکوٰۃ کا سال پورا ہو جائے تو حساب کر کے کمی بیشی برابر کر لے تو یہ بھی جائز ہے۔(۱)

مقدار سے زیادہ زکوٰۃ ادا کرنا

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے واجبُ الأ داء مقدار سے زیادہ زکوٰۃ ادا کردی مثلاً پیشگی زکوٰۃ پانچ ہزار ادا کی اور سال پورا ہونے پر حساب کیا تو چار ہزار روپے زکوٰۃ بنتی تھی تو اب اگر یہ اضافی ادا کیے ہوئے ایک ہزار روپوں کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔(۲)

زکوٰۃ کس تاریخ کو ادا کی جائے؟

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کیلئے شرعاً کوئی ایسی تاریخ یا ایسا زمانہ مقرر نہیں ہے کہ اس تاریخ یا اس زمانے میں زکوٰۃ نکالنا ضروری ہو، بلکہ ہر آدمی کی زکوٰۃ کی تاریخ جُدا ہوتی ہے کیونکہ شرعاً زکوٰۃ کی اصل تاریخ وہ ہے جس دن آدمی پہلی مرتبہ صاحبِ نصاب بنا یعنی جس دن اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال آیا، مثلاً ایک شخص کی ملکیت میں یکم محرم الحرام کو پہلی مرتبہ

---

(۱)ویجوز تعجیل الزکاۃ بعد ملک النصاب(الفتاوی الهندیة۔ ۱/۱۷۶)

(۲)رجل عنده أربعمائة درهم فظن أن عنده خمسمائة درهم فأدی زکاة خمسمائة فله أن یحتسب الزیادة للسنة الثانیة۔(البحر الرائق :۲/۲۴۲)

بقدرِ نصاب مال آیا تو اس کی زکوٰۃ کی تاریخ یکم محرم الحرام ہوگئی، اب آئندہ ہر سال اسے یکم محرم الحرام کو اپنی زکوٰۃ کا حساب کرنا چاہیے، لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کو یہ یاد نہیں رہتا کہ ہم کس تاریخ کو پہلی مرتبہ صاحبِ نصاب بنے تھے۔ اس لیے اس مجبوری کی وجہ سے اگر کوئی ایسی تاریخ زکوٰۃ کے حساب کے لئے مقرر کرلے جس میں اس کیلئے زکوٰۃ کا حساب لگانا آسان ہو اور پھر آئندہ ہر سال اسی تاریخ کو زکوٰۃ کا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کیا کرے تو ایسا کرنا بھی درست ہے البتہ احتیاطاً کچھ زیادہ ادا کردیا کرے۔ (زکوٰۃ کس طرح ادا کریں از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم)

زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے بعد مالِ زکوٰۃ ضائع ہونے کا حکم

مسئلہ:۔ کسی کے مال پر زکوٰۃ کا سال پورا گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں دی تھی کہ سارا مال چوری ہوگیا یا کسی اور طریقہ سے خود بخود ضائع ہوگیا تو زکوٰۃ بھی معاف ہوگئی اب اس ضائع شدہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں۔ (۱)

مسئلہ:۔ اگر زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کردیا اور زکوٰۃ کی نیت بھی نہیں کی تو اس صورت میں بھی اس کی زکوٰۃ

(۱) و لا فی ھالک بعد وجوبھا (الدر المختار: ۲/۲۸۳)

معاف ہو جائے گی۔ (۱)

مسئلہ:۔ اور اگر زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے بعد اپنا مال اپنے اختیار سے کسی کو دیدیا یا کسی اور طرح اپنے اختیار سے ضائع کر دیا تو جس قدر زکوٰۃ فرض ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوگی بلکہ دینا پڑے گی۔ (احکامِ زکوٰۃ از حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم)

زکوٰۃ کا حساب کرنے کا طریقہ

مسئلہ:۔ بعض لوگ زکوٰۃ کا باقاعدہ حساب نہیں کرتے، جتنا جی میں آئے دیدیتے ہیں، یا اگر حساب کرتے ہیں تو صحیح صحیح حساب نہیں کرتے بلکہ اندازہ سے حساب کرتے ہیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں، اس طرح کرنے سے کچھ مال کی زکوٰۃ ادا ہونے سے رہ جانے کا اندیشہ ہے، صحیح طریقہ یہ ہے کہ اُموال کا پورا پورا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے، اور پورا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی اگر مزید کچھ زکوٰۃ ادا کردی جائے تو یہ بہتر اور احتیاط کی بات ہے۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ میں نصاب کے برابر یا زائد جتنا مال موجود ہو سب کی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے، ہر ہر رقم پر یا ہر مال پر الگ

(۱) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكاة سقط فرضها. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۷۱)

سے سال کا گزرنا ضروری نہیں۔ (۱)

زکوٰۃ کا حساب قمری سال سے کیا جائے یا شمسی سال سے؟

مسئلہ:۔ زکوٰۃ قمری سال کے حساب سے نکالنا ضروری ہے شمسی سال کے حساب سے نکالنا درست نہیں، لیکن اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے قمری سال کے بجائے شمسی سال کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنے چاہے تو چونکہ شمسی سال میں قمری سال کی بنسبت ایک سال میں گیارہ دن زیادہ ہوتے ہیں اس لیے زکوٰۃ کا حساب 2.50٪ کے بجائے 2.60٪ سے کرے اور کُل اُموال زکوٰۃ کا 2.60٪ زکوٰۃ میں ادا کرتا رہے۔ (۲) (زکوٰۃ کس طرح ادا کریں، از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم)

زکوٰۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ

اب زکوٰۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ تفصیل سے لکھا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ زکوٰۃ کا حساب کرنا آسان ہو اور ٹھیک ٹھیک زکوٰۃ ادا کی جاسکے۔

---

(۱) فإن كان متفرعا من الأصل أو حاصلا بسببه يضم الى الأصل ويزكى بحول الأصل بالاجماع (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع۔ ۱۳/۲)
(۲) العبرة فى الزكاة للحول القمرى۔ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۲۱۹/۲)

سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کن چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے، چنانچہ جن چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے (یعنی ناقابلِ زکوٰۃ اثاثے) وہ یہ ہیں۔

۱۔ رہائشی گھر اور گھریلو سامان وغیرہ۔

۲۔ وہ دوکان، مکان، فلیٹ، پلاٹ اور گاڑیاں موٹر سائیکل جنہیں استعمال کرنے کیلئے یا کرایہ پر چڑھانے کیلئے یا بچوں کو دینے کیلئے یا محض سرمایہ محفوظ کرنے کیلئے خریدا گیا ہو اور خریدتے وقت آگے بیچنے کی نیت نہ ہو۔

۳۔ وہ اثاثہ جات جو فروخت کرنے کیلئے نہیں بلکہ کاروبار چلانے کیلئے استعمال ہوتے ہیں مثلاً بلڈنگ، مشینری، فرنیچر وغیرہ۔

مذکورہ بالا اَشیاء پر زکوٰۃ واجب نہیں لہٰذا ان اَشیاء کو زکوٰۃ کے حساب میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں۔

اب قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی تفصیل اور ان کی زکوٰۃ کا حساب کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے چند نقشے بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں، تا کہ ان کے مطابق آپ اپنی زکوٰۃ کا حساب کرسکیں!

☆..................☆..................☆

نقشہ برائے ادائیگیِ زکوٰۃ

بطورِ نمونہ

(الف) قابل زکوٰۃ اثاثے

نمبر شمار	قابلِ زکوٰۃ اثاثے	قیمت
۱	سونا (خواہ کسی شکل میں ہو)۔	50,000/=
۲	چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو)۔	10,000/=
۳	مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال/ مکان/ دکان/ زمین وغیرہ۔[1]	300,000/=
۴	بینک میں جمع شدہ رقم۔	100,000/=
۵	اپنے پاس موجود نقد رقم۔	100,000/=
۶	قرض یعنی ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو) خواہ نقد رقم کی صورت میں دیا ہو، یا مال تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوا ہو۔	50,000/=

(۱)... اگر بیچنے کی حتمی نہ ہو بلکہ کرایہ پر دے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لئے کوئی جائیداد خریدی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۷	غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے)۔	10.000/=
۸	کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں، ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو)۔	50,000/=
۹	جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے ناقابل زکوٰۃ اثاثے (Assets Operating) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جاسکتا ہے۔ (اور بہتر ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے)	50,000/=
۱۰	بچت سرٹیفکیٹ جیسے NDFC, FEBC, NIT, (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی)۔ (۱)	10,000/=
۱۱	کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم/سونا/چاندی/مالِ تجارت۔	10,000/=
۱۲	کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔(جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو)۔	10,000/=

(۱)...اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

۱۳	خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لئے خرید ا گیا۔	200,000/=
۱۴	تیار شدہ مال کا اسٹاک۔	20,000/=
۱۵	کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ۔ (قابلِ زکوۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)	50,000/=
	کل مالِ زکوۃ کی مالیت رقم کی شکل میں:	11,10,000/=

(ب) وہ رقوم جو منہا کی جائیں گی

۱	واجب الاداء قرضہ [1]	10,000/=
۲	کمیٹی (بیسی) کے بقایا جات۔ (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو)	100,000/=
۳	یوٹیلیٹی بلز جو زکوۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں۔	10,000/=
۴	پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں۔	100,000/=
۵	ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں۔	100,000/=

(۱) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔ (اسلام اور جدید معیشت وتجارت، ۹۴)

۶	گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ میں باقی ہو۔	10,000/=
۷	قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں۔	100,000/=

خلاصہ

	کل مال زکوٰۃ (رقم)	11,10,000/=
	وہ رقم جو منہا کی جائے گی	4,30,000/=
	وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے (قابلِ زکوٰۃ رقم)	6,80,000/=
	مقدارِ زکوٰۃ (قابل زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)	17,000/=

نوٹ: یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے، آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ کار اختیار کریں، آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور اس نمونہ کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

خواتین کے لئے زکوٰۃ کا حساب کرنے کا نقشہ

بطورِ نمونہ

وہ چیزیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے

نمبر شمار	چیزیں	قیمت
۱	سونے کی چھوٹی بڑی ساری چیزیں اور زیورات	70,000/=
۲	ڈلی کی صورت میں رکھا ہوا سونا	50,000/=
۳	چاندی (ڈلی کی صورت میں ہو یا کوئی زیور ہو)	5,000/=
۴	اپنے پاس جمع شدہ رقم	10,000/=
۵	بیسی میں جمع شدہ رقم (جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو)	5000/=
۶	ادھار دی ہوئی رقم	10,000/=
۷	کسی کے پاس امانت رکھوائی ہوئی رقم	5000/=

قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی کُل مالیت 1,55,000/=

وہ رقوم جو منہا کی جائیں گی

نمبر شمار	رقمیں	مقدار
۱	واجبُ الأداء قرضہ	10,000/=
۲	جو بیسی مِل چکی ہے اس کی بقایا قسطیں	10,000/=

۳	قسطوں پر لئے ہوئے فریج کی بقایا قسطیں	30,000/=
۴	سوٹوں کی سلائی اور کڑھائی کرانے کے جو پیسے درزی کو دینے ہیں	5000/=
	کُل رقم جو منہا کی جائے گی	55,000/=

خلاصہ

قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت	1,55,000/=
وہ رقم جو منہا کی جائے گی	55,000/=
کُل رقم جس کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے	100,000/=
زکوٰۃ کی مقدار (قابلِ زکوٰۃ رقم جو مذکورہ مثال میں ایک لاکھ روپے ہے اس کو چالیس پر تقسیم کردیں)	2500/=

2500 (دو ہزار پانچ سو روپے) کسی مستحقِ زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی نیت سے دیدیں۔

نوٹ:۔ اس نقشہ میں رقمیں صرف مثال کے طور پر لکھی گئی ہیں، ہر خاتون اپنی ملکیت میں موجود چیزوں کی حقیقی مالیت اور رقوم کی حقیقی مقدار درج کر کے زکوٰۃ کا حساب کر لے اور زکوٰۃ ادا کرے۔

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

اگر کسی کے ذمہ گزشتہ کئی سالوں کی زکوٰۃ ہو تو اس کے ادا کرنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ جس جنس کے مال کی زکوٰۃ ہو اُسی جنس کے ذریعہ زکوٰۃ ادا کی جائے، اگر سونے کی زکوٰۃ ہے تو سونے کے ذریعہ ہی ادا کی جائے، اگر چاندی کی ہے تو چاندی کے ذریعہ ہی ادا کی جائے۔ اور اگر کسی اور جنس مثلاً رقم کے ذریعہ ادا کی جائے تو یہ بھی درست ہے، اس صورت میں سونے کے موجودہ ریٹ کے مطابق جو رقم بنے گی اس کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ گزشتہ سالوں میں سے پہلے سال کی زکوٰۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کی جائے، پھر دوسرے سال کے لئے اس میں سے پہلے سال کی زکوٰۃ کی مقدار منہا کر کے باقی مال کا ڈھائی فیصد ادا کیا جائے، اس طریقے سے بقیہ تمام سالوں کی زکوٰۃ کا حساب کرلیا جائے۔ البتہ اگر اس طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے کرتے کسی مرحلہ پر نصابِ زکوٰۃ سے کم مال رہ جائے تو بقیہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (۱)

---

(۱) قلت فإذا أخذها بعد سنين قال يزكيها للسنة الأولى خمسا وعشرين درهما فهذه زكاة الألف ويزكي السنة الثانية ألفا غير خمسة وعشرين.... قلت فإن توالت عليه سنون زكي لأول سنة ألفا كاملا ثم ينقص في كل سنة تلك الزكاة التي زكي أبدا كذلك حتى تنقض من مائتي درهم قال نعم وليس في أقل من مائتي درهم زكاة ولا صدقة (المبسوط للشيباني: ۸۲/۲)

مثال کے طور پر کسی کے پاس دو لاکھ روپے ہیں، یا کوئی زیور ہے جس کی موجودہ مالیت دو لاکھ روپے بنتی ہے اور اس نے گزشتہ پانچ سالوں سے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو لاکھ روپے کی پہلے سال کی زکوٰۃ نکالے، دو لاکھ کو چالیس پر تقسیم کرنے سے دو لاکھ کی زکوٰۃ معلوم ہو جائے گی جو کہ پانچ ہزار (5000) بنتی ہے، یہ ایک سال کی زکوٰۃ ہے، اب دو لاکھ میں سے پانچ ہزار روپے منہا کر کے باقی ایک لاکھ پچانوے ہزار کی دوسرے سال کی زکوٰۃ نکالی جائے، اس کو چالیس پر تقسیم کیا جائے تو حاصلِ تقسیم چار ہزار آٹھ سو پچھتر (4875) روپے بنتے ہیں، یہ دوسرے سال کی زکوٰۃ ہے، اسی طرح باقی تین سالوں کی ترتیب سے زکوٰۃ نکالتے جائیں اور ہر سال کی جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ منہا کرتے جائیں۔ مزید سہولت کے لئے ذیل کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں:

دو لاکھ روپے کی گزشتہ پانچ سالوں کی زکوٰۃ کا حساب

سال	زکوٰۃ کا حساب	زکوٰۃ کی رقم	بقایا
پہلا سال	5000=40÷200000	5000	1,95,000
دوسرا سال	4875=40÷1,75,000	4875	1,90,125

تیسرا سال	4753,125=40÷1,90,125	4753.125	1,85,371.875
چوتھا سال	4634.29=40÷1,85,371.875	4634.29	1,80,737.585
پانچواں سال	4518.43=40÷1,80,737.585	4518.43	1,76,219,155

دو لاکھ روپے کی گزشتہ پانچ سالوں کی زکوٰۃ کی مقدار =23780.84 (تئیس ہزار سات سو اسّی روپے چوراسی پیسے)۔ احتیاطاً کچھ زیادہ ہی دیدیے جائیں تو بہتر ہے۔

☆............☆............☆

مصارفِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کن لوگوں کو دینا جائز ہے

مسئلہ:۔ شرعاً مستحق زکوٰۃ وہ شخص ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے ساتہ تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس قدر چاندی کی مالیت کے برابر نقد رقم یا مالِ تجارت نہ ہو یا کچھ نقد رقم، کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ مالِ تجارت کی مجموعی قیمت بھی ۵۲ تولہ چاندی کی مالیت کے برابر نہ ہو اور زائد از ضرورت سامان کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد نہ ہو۔ اور وہ سیّد اور ھاشمی بھی نہ ہو۔ (۱)

مسئلہ:۔ جس شخص کو زکوٰۃ دینے کا ارادہ ہو اس کے بارے میں مستحق ہونے کا علم ہو یا اس کی ظاہری حالت سے مستحق ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے ورنہ اس کے بارے میں مناسب اور ضروری معلومات حاصل کر لینی چاہئیں۔ اور جب اس کے مستحق ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو جائے تو اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے خواہ بعد میں

---

(۱) (هو فقير، وهو من له أدنى شئ) أى دون نصاب أو قدر نصاب غير نام مستغرق فى الحاجة۔(الدر المختار: ۲/ ۳۳۹)

وہ مستحقِ زکوٰۃ نہ نکلے، اور اگر معلومات حاصل کئے بغیر اور غور وفکر کیے بغیر یوں ہی کسی کو زکوٰۃ دیدی اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے چاہے ایک ہی مستحق کو پوری رقم دیدیں یا کئی غریبوں میں تقسیم کردیں، نیز یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے ایک دن میں پوری رقم دیدیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دن میں دیں مگر زکوٰۃ کا اگلا سال شروع ہونے سے پہلے پہلے اپنی پوری زکوٰۃ ادا کردیں۔ کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کرنا کہ اگلا سال شروع ہوجائے مکروہ ہے۔ (۲)

مسئلہ:۔ ایک ہی مستحق کو زکوٰۃ کی اتنی رقم دینا کہ وہ خود صاحبِ نصاب ہوجائے اور اس پر زکوٰۃ فرض ہوجائے مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے بقدرِ نصاب زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی البتہ مقروض کو قرض کے بقدر اور عیالدار کو حسبِ عیال نصاب کے بقدر یا اس سے زائد زکوٰۃ دینا

---

(۱) (دفع بتحر) لمن یظنه مصرفا...... (أعادها) (الدر المختار: ۲/ ۳۵۲)

(۲) (وجاز دفع كل شخص فطرته إلى) مسكين أو (مساكين...(كما جاز دفع صدقة جماعة إلى مسكين واحد بلا خلاف) (الدر المختار: ۲/ ۳٦۷)

(فيأثم بتأخيرها) بلا عذر... (الدر مع الشامي: ۲/ ۲۷۲)

بلا کراہت جائز ہے۔ (۱)

امام مسجد، مؤذن اور مدرس کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے یہ شرط ہیکہ زکوٰۃ کی رقم کسی خدمت کے نہ دی جائے، اگر زکوٰۃ کی رقم کسی خدمت کے عوض میں دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، لہٰذا کسی مسجد کے امام، مؤذن یا مدرس کو ان کی خدمت کے عوض میں بطورِ تنخواہ زکوٰۃ دینا جائز نہیں اس طرح زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۲)

ہاں اگر یہ لوگ مستحقِ زکوٰۃ ہوں اور زکوٰۃ کی رقم ان کو ان کی خدمت کے عوض نہ دی جائے بلکہ تنخواہ سے الگ محض مستحقِ زکوٰۃ ہونے کی وجہ سے دی جائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ جس شخص کے پاس زائد از ضرورت ساز وسامان ہو اور اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو یا سونا، چاندی نقد رقم اور مالِ تجارت کے ساتھ مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر

---

(۱) و کرہ إعطاء فقیر نصاباً أو اکثر الا إذا کان المدفوع الیہ مدیوناً أو کان صاحب عیال۔(الدر المختار:۲/۳۵۳)

(۲) ولو دفعها المعلم لخليفته إن كان بحيث يعمل له لو لم يعطه صح وإلا لا، (الدر المختار:۲/۳۵۶)

یا اس سے زیادہ مالیت کی ہو تو ایسے شخص کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔[1]

مسئلہ:۔ جو چیزیں گھروں میں رکھی رہتی ہیں جن کی کبھی برسوں میں شاید ضرورت پڑتی ہو، روزمرہ کی ضرورت کی نہیں ہوتیں جیسے بڑی بڑی دیگیں، شامیانے، بڑی بڑی دریاں وغیرہ اس قسم کا سامان ضرورت سے زائد کہلاتا ہے، اگر اس قسم کے ساز وسامان کی مالیت بقدرِ نصاب ہو یا دیگر سامان یعنی سونا، چاندی، نقد رقم اور مالِ تجارت کے ساتھ مل کر مجموعہ بقدرِ نصاب بنتا ہو تو ایسے شخص کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ:۔ ٹی وی، وی سی آر رکھنا جائز: مضامین پر مشتمل آڈیو وڈیو کیسٹیں ضرورت میں داخل نہیں، البتہ کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ تعلیمی یا تجارتی یا کسی اور جائز مقصد کے لئے رکھا ہوا ہو تو وہ زائد از ضرورت نہیں کہلائیگا۔ (فتویٰ)

مسئلہ:۔ رہائشی مکان، پہننے اوڑھنے کے کپڑے اور بستر، استعمال کی گاڑیاں، صنعتی آلات و مشینیں اور دوسرے وسائلِ رزق جیسے درزی کی سلائی مشین، سبزی فروش کی ریڑھی وغیرہ ضرورت میں داخل ہیں، چنانچہ اس سامان کے ہونے سے کوئی شخص مالدار نہیں کہلائے گا خواہ یہ مال کتنا ہی

---

(۱)(هو فقير، وهو من له أدنى شئ) أي دون نصاب أو قدر نصاب غير نام مستغرق في الحاجة۔(الدر المختار: ۲/ ۳۳۹)

قیمتی ہو اس لئے اس کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے۔ اسی طرح لکھے پڑھے آدمی کے پاس اس کے مطالعہ میں آنے والی کتابیں بھی ضروری سامان میں داخل ہیں خواہ وہ کتنی ہی قیمتی ہوں۔ (۱)

زکوٰۃ کن لوگوں کو دینا جائز ہے اور کن لوگوں کو جائز نہیں؟

مسئلہ:۔ بنو ھاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اور بنو ھاشم سے مراد وہ لوگ ہیں جو سیّد کہلاتے ہیں یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد یا حضرت علیؓ یا حضرت عباسؓ یا حضرت جعفرؓ یا حضرت عقیلؓ یا حضرت حارث بن عبد المطلب کی اولاد کو زکوٰۃ، فطرہ اور دیگر صدقاتِ واجبہ جیسے قسم کا کفارہ یا منّت کا صدقہ دینا جائز نہیں۔ البتہ نفلی صدقات وخیرات سے ان کے ساتھ تعاون کرنا یا ان کو ھدیہ پیش کرنا خاص طور پر جبکہ یہ ضرورتمند ہوں نہایت اجر وثواب کا باعث ہے۔ (۲)

مسئلہ:۔ اگر کسی کی ماں سیّد یا علوی یا عباسی ہو (یعنی ماں کا تعلق بنو ھاشم سے ہو) لیکن باپ بنو ھاشم میں سے نہ ہو تو ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا

(۱) (قوله وفسره ابن ملک) أی فسر المشغول بالحاجة الأصلية حيث قال: وهی ما يدفع الهلاک عن الإنسان تحقيقا أو تقديرا كالدين۔ (رد المحتار: ۲/۲۶۲)

(۲) (و) لا إلى (بنی هاشم) تصرف الزكاة......إلا أولاد عباس وحارث وأولاد أبی طالب من علی وجعفر وعقيل قهستانی۔ (الدر مع الشامی: ۲/۳۵۰)

جائز ہے، کیونکہ نسب باپ سے چلتا ہے ماں سے نہیں۔ (۱)

کون سے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کو نہیں؟

مسئلہ:۔ جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں وہ یہ ہیں:

(الف)....اپنے اصول کو: یعنی جن سے پیدا ہوا ہے جیسے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا، پردادی، پرنانا، پرنانی وغیرہ۔

(ب)....اپنے فروع کو: یعنی جو زکوٰۃ دینے والے سے پیدا ہوئے ہیں جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی، پڑپوتا، پڑپوتی یا ان سے نیچے کی کوئی اولاد۔

(ج)...شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو۔

مذکورہ بالا تین قسم کے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، ان کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، چنانچہ اپنے بھائی، بہن، چچا، چچی، تایا، تائی، ماموں، ممانی، خالہ، خالو، پھوپھا، پھوپھی، ان سب کو اور ان کی اولادیں، سوتیلی ماں، سوتیلا والد، ساس، سُسر، رضاعی والدہ، رضاعی بہن بھائی، رضاعی اولاد، داماد، بہو ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

---

(۱) من كانت أمها علوية مثلاً وأبوها عجمي يكون العجمي كفواً لها وان كان لها شرف ما لأن النسب للآباء ولهذا جاز دفع الزكاة اليها۔ (شامية: ۸۷/۳)

بشرطیکہ یہ مستحقِ زکوٰۃ ہوں اور سیّد نہ ہوں۔[(۱)]

مسئلہ:۔ غیر رشتہ دار مستحق کے مقابلہ میں مستحقِ زکوٰۃ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے، کیونکہ اس میں دوگنا ثواب ہے، ایک زکوٰۃ کی ادائیگی کا اور دوسرا رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کا۔[(۲)] اسی طرح دینی مدارس کے مستحق طلباء کو زکوٰۃ دینا بھی افضل ہے۔

ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر منتقل کرنا

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کا مال جس شہر میں ہو اسی شہر کے مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کرنی چاہیے، دوسرے شہر بھیجنا مکروہ ہے، ہاں اگر دوسرے شہر میں اپنے مستحق اور ضرورت مند رشتہ دار رہتے ہوں یا دوسرے شہر کے لوگ زیادہ مستحق ہوں تو دوسرے شہر زکوٰۃ بھیجنا مکروہ نہیں۔[(۳)]

مقروض کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ کسی شخص کے پاس مال ہے مگر وہ مقروض بھی ہے تو اگر اس پر

---

(۱)(و) إلى (من بينهما ولاد) ولو مملوكا لفقير (أو) بينهما (زوجية)۔(الدر المختار: ۲/۳۴۶)

(۲)وفي القريب جمع بين الصلة والصدقة۔(رد المحتار: ۲/۳۵۳)

(۳) وكره نقلها إلا إلى قرابة (الدر المختار: ۲/۳۵۳)

اتنا قرض ہے کہ اگر قرض ادا کیا جائے تو اسکے پاس کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے تو اس کو بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ لیکن اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ بچے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (۱)

بیوہ اور یتیم کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی خاتون بیوہ ہے تو اس کو زکوٰۃ ضروری دینی چاہیے، حالانکہ یہاں بھی یہ شرط ہے کہ وہ مستحقِ زکوٰۃ ہو اور صاحبِ نصاب نہ ہو، اگر بیوہ مستحقِ زکوٰۃ ہے تو اس کو زکوٰۃ دیجا سکتی ہے، لیکن اگر کوئی بیوہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں تو محض بیوہ ہونے کی وجہ سے وہ مصرفِ زکوٰۃ نہیں، اسی طرح اگر کوئی یتیم ہے مگر مستحقِ زکوٰۃ نہیں بلکہ صاحبِ نصاب ہے تو محض یتیم ہونے کی وجہ سے اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ہاں مستحق ہو تو زکوٰۃ دیجا سکتی ہے۔ (زکوٰۃ کس طرح ادا کریں از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مد ظلہم)

بینکوں میں زکوٰۃ کی کٹوتی کا حکم

مسئلہ:۔ بینکوں میں لوگوں کی رکھی ہوئی رقوم سے جو زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے اس کٹوتی سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنے کی ضرورت

(۱) ومدیون لایملک نصاباً فاضلاً عن دینه (الدر المختار: ۳۴۳/۲)

نہیں۔ البتہ احتیاطاً ایسا کرنا چاہئے کہ یکم رمضان آنے سے پہلے دل میں یہ نیت کرلیں کہ میری بینک میں رکھی ہوئی رقم سے جو زکوٰۃ کٹے گی وہ میں ادا کرتا ہوں، اس سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے دوبارہ نکالنے کی ضرورت نہیں۔

(زکوٰۃ کس طرح ادا کریں از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم)

مسجد میں زکوٰۃ کی رقم دینا

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کی رقم مسجد میں دینا یا زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنوانا درست نہیں، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

کافر کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، زکوٰۃ صرف مسلمان کو دیجا سکتی ہے۔ یہی حکم عشر، صدقۂ فطر، نذر اور کفارہ کا بھی ہے۔ (۲)

جس شخص کے مالدار یا غریب ہونے میں شک ہو اس کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ جس شخص کے بارے میں شک ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا غریب تو جب تک اس کے مستحقِ زکوٰۃ ہونے کی تحقیق نہ ہوجائے اس وقت تک اس کو زکوٰۃ نہ دیں، لیکن اگر بغیر تحقیق کئے اسے زکوٰۃ دیدی تو اب

---

(۱) (لا) يصرف (إلى بناء) نحو (مسجد)(الدر المختار: ۲/۳۴۴)

(۲)(ولا) تدفع (إلى ذمي) لحديث معاذ۔(الدر المختار: ۲/۳۵۱)

اس کے بارے میں اندازہ کریں کہ وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں؟ اگر غالب گمان یہ ہو کہ غریب ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ زکوٰۃ دیں۔ (۱)

نابالغ کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ اگر نابالغ بچوں کا باپ مالدار ہو تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اور اگر باپ مالدار نہیں بلکہ مستحقِ زکوٰۃ ہے تو نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگرچہ ان کی ماں صاحبِ نصاب ہو، البتہ اگر بچے بالغ ہو گئے، اور ان کی ملکیت میں مال نہیں یا تھوڑا بہت ہے جو نصاب سے کم ہے تو ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ (۲)

مالدار شخص کی غریب بیوی کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ اگر کسی مالدار شخص کی بیوی خود مالدار نہ ہو بلکہ مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱)(دفع بتحر) لمن يظنه مصرفا(فبان أنه عبده أو مكتابته أو حربى ولو مستأمنا أعادها)(الدر المختار: ۲/۳۵۲)

(۲)(۳) (و) لا إلى (طفله) بخلاف ولده الكبير وأبيه وامرأته الفقراء وطفل الغنية فيجوز لانتفاء المانع.(الدر المختار: ۲/۳۴۹)

مسافر اور حاجی کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ:۔ ایک شخص مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں اتفاق سے اس کے پاس مال ختم ہوگیا، تمام مال چور ہوگیا یا اور کسی وجہ سے ضائع ہوگیا یا خرچ ہوگیا یہاں تک کہ گھر پہنچنے کے لئے بھی سفرِ خرچ نہیں رہا تو ایسے شخص کو اس حالت میں زکوٰۃ دینا درست ہے اگر چہ اسکے گھر میں کتنا ہی مال و دولت موجود ہو، البتہ ایسے شخص کے لئے صرف بقدرِ ضرورت زکوٰۃ لینا جائز ہے ضرورت سے زائد مانگنا حلال نہیں۔

اسی طرح اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ کے لئے کچھ نہ رہا تو اسے بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے اگر چہ اس کے گھر میں خوب مال و دولت موجود ہو۔ (۱)

مسئلہ:۔ کسی کے پاس چند مکان ہیں جو کرایہ پر چلتے ہیں یا کچھ زرعی زمین ہے جو ٹھیکہ پر دی ہوئی ہے اور اس سے کچھ آمدنی ہوتی ہے، یا کوئی اور آمدنی ہے لیکن اہل وعیال اور بچے اتنے ہیں کہ اچھی طرح گزر بسر نہیں ہوتی اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہو تو ایسے

---

(۱)(ومنها ابن السبيل) ، وهو الغريب المنقطع عن ماله كذا في البدائع.(الفتاوى الهندية: ۱/۱۸۸)

شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۱)

ھسپتالوں، مدارس، رفاہی اداروں اور انجمنوں کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ :۔ زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک کسی مستحق کو اس کا مالک نہ بنایا جائے، لہٰذا کسی ایسے مدرسے یا رفاہی ادارے اور انجمن میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں جہاں مستحقِ زکوٰۃ غریبوں کو رقم مالک اور قابض بنا کر نہ دیجاتی ہو بلکہ ملازمین کی تنخواہوں اور تعمیرات وغیرہ میں خرچ کردی جاتی ہو، البتہ اگر کوئی ادارہ ایسا ہو جو زکوٰۃ کی رقم یا اس رقم سے خریدا ہوا سامان، کتابیں، سلائی مشینیں یا کھانا واقعۃً مستحقین کو عملی طور پر مالک بنا کر دیتا ہو تو ایسے ادارے کو بطور وکیل زکوٰۃ دیجا سکتی ہے۔ لیکن یہ زکوٰۃ اس وقت ادا ہوگی جب زکوٰۃ کی رقم یا اس رقم سے خریدا گیا سامان زکوٰۃ کے مستحق غریبوں کو مالک بنا کر ان کے قبضہ میں دیدیا جائے۔ (۲)

مسئلہ :۔ جس ھسپتال میں زکوٰۃ کی رقم یا اس رقم سے خریدی گئی دوائیاں وغیرہ مستحقِ زکوٰۃ مریضوں کو مالک بنا کر نہ دی جاتی ہوں بلکہ بالا

---

(۱) وسئل محمد عمن له أرض يزرعها....... يحل له أخذ الزكاة وإن كانت قيمتها تبلغ ألوفا وعليه الفتوى۔(رد المحتار: ۳۴۸/۲)

(۲) فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي، ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله(الفتاوى الهندية: ۱۷۰/۱)

بالا مریضوں کے اخراجات ادا کئے جاتے ہوں۔ ایسے ہسپتال میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر ہسپتال والے زکوٰۃ کی رقم مستحق مریض کو دیدیتے ہوں اور پھر وہ مریض خود ہسپتال کے اخراجات ادا کرتا ہو یا مستحقِ زکوٰۃ مریض ہسپتال کے کسی متعین ذمہ دار کو اپنا وکیل بناتا ہو کہ میرے علاج کے دوران میری دواؤں کا خرچ اور ڈاکٹر کی فیس، کمرے کا کرایہ وغیرہ کی مَد میں ہسپتال کی جو رقم میرے ذمہ واجب الأداء ہو اُتنی رقم کے بقدر میرے لئے زکوٰۃ وصول کر کے میری طرف سے زکوٰۃ کی رقم سے یہ اخراجات ادا کردیئے جائیں تو مریض کی اجازت اور وکیل بنانے کے بعد اس کے اوپر واجب الأداء ہسپتال کا قرض زکوٰۃ کی رقم سے ادا کیا جاسکتا ہے، اس طرح کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور جس ہسپتال میں یہ طریقہ رائج ہو اس میں زکوٰۃ دینا بھی درست ہوگا۔

مسئلہ :۔ اھلِ حق علماء کی زیرِ نگرانی دینی مدارس اور جامعات اشاعتِ دین اور حفاظتِ دین کا معتمد ذریعہ ہیں، لہٰذا جن دینی مدارس وجامعات میں زکوٰۃ وصدقات کی رقوم کو ان کے صحیح مصرف میں لگانے کا اہتمام کیا جاتا ہو ان کو زکوٰۃ کی رقوم دینا نہ صرف جائز بلکہ اشاعتِ دین میں تعاون ہے جس کا الگ ثواب ہے۔

مسئلہ:۔ جو رفاہی ادارے خدمتِ خلق میں مصروفِ عمل ہوں اور ھسپتالوں کے اخراجات، ایمبولینسوں کی خریداری، لاوارث لاشوں کے کفن ودفن کے مصارف اور آفت زدہ علاقوں میں راشن اور کپڑوں کی تقسیم وغیرہ امور انجام دیتے ہوں تو یہ سارے امور اگرچہ نہایت ہی ثواب کے کام ہیں مگر ان کاموں میں زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کی جاسکتی، اس لئے اگر یہ ادارے زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کی رقوم کو بھی ان کاموں میں استعمال کرتے ہوں اور ان کو ان کے صحیح مصرف میں لگانے کا اہتمام نہ کرتے ہوں تو ان کو زکوٰۃ کی رقوم دینا جائز نہیں البتہ ان کو عام عطیات دیئے جاسکتے ہیں۔

☆............☆............☆

پانچواں حصّہ

عشر کے ضروری مسائل

عُشر کے مسائل

عشر اور عشری زمین کی تعریف

جو زمین مسلمانوں نے کفار سے جنگ کر کے فتح کی ہو اور فتح کر کے مسلمانوں کے امیر نے وہ مسلمانوں میں تقسیم کر دی ہو وہ زمین عشری کہلاتی ہے،

اسی طرح اگر کسی جگہ کے کافر باشندے خود بخود ہی بغیر جنگ کے مشرف باسلام ہو گئے ہوں تو اُن کی زمین بھی عشری کہلاتی ہے۔

لیکن اگر وہ زمین جنگ کر کے فتح نہیں کی گئی بلکہ بغیر جنگ کئے صرف صلح سے فتح ہو گئی اور زمین ان کے کافر مالکوں ہی کے قبضہ میں چھوڑ دی گئی تو وہ زمین عشری نہیں، اسی طرح اگر وہ زمین جنگ کر کے فتح تو کی ہے لیکن مسلمانوں میں تقسیم نہیں کی گئی بلکہ وَہیں کے کافر باشندوں کی ملکیت میں رہنے دی تو وہ زمین بھی عشری نہیں۔ (احکامِ زکوٰۃ)

مسئلہ:۔ اگر کسی کے آباء واجداد سے عشری زمین پشت در پشت چلی آتی ہو، یا کسی ایسے مسلمان سے اس نے خریدی ہو جس کے پاس اس کے

آباءواجداد سے عشری زمین اسی طرح چلی آتی ہوتو ایسی زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اوراس زکوٰۃ کو عُشر کہا جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ پاکستان میں جو ہندوؤں کی متروکہ زمینیں مہاجرین کو انکے کلیم کے معاوضہ میں ملی ہیں یا کسی مہاجر کو یا کسی ادارے کو حکومتِ پاکستان نے بلامعاوضہ ہی دیدی ہیں یہ سب زمینیں عشری ہیں، اگر یہ بارانی ہوں یعنی بارش سے سیراب ہوتی ہوں تو پیدوار کا دسواں حصہ اوا اگر نہری ہوں یا چشمہ سے یا ٹیوب ویل سے سیراب کی جاتی ہوں تو بیسواں حصہ عشر کے طور پرادا کرنا واجب ہے۔ (احکامِ زکوٰۃ)

زکوٰۃ اور عشر میں فرق

زکوٰۃ اور عشر کے احکام میں چھ اعتبار سے فرق ہے:

۱۔ زکوٰۃ کا ایک مخصوص اور متعین نصاب ہے جبکہ عشر واجب ہونے میں کسی نصاب کی شرط نہیں، چنانچہ پیدوار کم ہو یا زیادہ بہر حال اس پر عشر فرض ہوگا، البتہ اگر پیداوار پونے دوسیر سے بھی کم ہوتو عشر فرض نہیں۔

۲۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے مال پر سال گزرنا شرط ہے جبکہ عشر میں پیداوار پر سال گزرنے کی شرط نہیں، چنانچہ اگر کسی زمین میں سال میں دومرتبہ فصل ہوتی ہے یا کسی درخت پر سال میں دومرتبہ پھل آتا ہے تو ہر

مرتبہ کی پیداوار میں عشر فرض ہوگا۔

۳۔ زکوٰۃ صرف عاقل پر فرض ہوتی ہے مجنون پر نہیں، جبکہ عشر فرض ہونے میں عاقل ہونے کی بھی شرط نہیں، لہٰذا مجنون کی پیداوار پر بھی عشر فرض ہوتا ہے۔

۴۔ زکوٰۃ صرف بالغ پر فرض ہوتی ہے نابالغ پر نہیں، جبکہ عشر میں بالغ ہونے کی بھی شرط نہیں، چنانچہ نابالغ کی پیدوار پر بھی عُشر فرض ہے۔

۵۔ عشر کے لئے آزاد ہونا بھی شرط نہیں، لہٰذا غلام کے مال پر بھی عشر فرض ہوتا ہے۔

۶۔ زمین کا مالک ہونا بھی شرط نہیں، چنانچہ اگر زمین کرایہ پر لے کر یا بٹائی پر لے کر کاشت کریں یا وقف زمین پر اہلِ وقف کاشت کریں تو اس پیداوار پر بھی عشر فرض ہوگا۔ (احکامِ زکوٰۃ)

کس صورت میں دسواں حصہ یا بیسواں حصہ عشر میں واجب ہے؟

مسئلہ:۔ جس پانی سے زمین کو سیراب کیا گیا ہے اگر اس پر محنت یا خرچہ نہیں ہوتا جیسے بارش، قدرتی چشمہ اور نہر سے مفت ملنے والا پانی وغیرہ تو اس پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہوگا، اور اگر پانی پر محنت یا خرچہ ہوتا ہو جیسے کنویں سے بذریعہ ڈول یا رَھٹ نکالا گیا پانی، ٹیوب ویل کا پانی اور وہ

نہری پانی جس کا آبیانہ ادا کیا جاتا ہو تو اس پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

مسئلہ:۔ اگر زمین مفت پانی سے اور خرچہ یا محنت والے پانی سے یعنی دونوں طرح کے پانی سے سیراب کی گئی ہو تو اس میں غالب کا اعتبار ہوگا، اگر بغیر خرچہ محنت والا پانی زیادہ استعمال ہوا ہو تو دسواں حصہ واجب ہوگا اور اگر خرچہ و محنت والا پانی زیادہ استعمال ہوا ہو تو بیسواں حصہ واجب ہوگا۔ (۲)

سرکاری ٹیکس اور عُشر

مسئلہ:۔ عشری زمینوں کا سرکاری ٹیکس ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوتا، لہٰذا سرکاری ٹیکس کے علاوہ پیداوار کا عشر الگ سے ادا کرنا ضروری ہے۔ (۳)

رہائشی گھر میں لگے ہوئے درختوں پر عشر کا حکم

مسئلہ:۔ اگر رہائشی مکان میں کچھ پھلدار درخت ہوں یا کوئی سبزی، ترکاری اُگائی ہوئی ہو تو ان کی پیداوار پر عشر واجب نہیں، کیونکہ یہ گھر کے

---

(۱)(و)تجب فی (مسقی سماء) أی مطر .... أی دولاب لکثرة المؤنة وفی کتب الشافعیة أو سقاه بماء اشتراه...(در مختار:۳۲۵/۲)

(۲)ولو سقی سیحاً وبآلة اعتبر الغالب۔ (در مختار:۳۲۶/۲)

(۳)جواهر الفقه(۲۸۹/۲)

تابع ہیں اور گھر پر عُشر نہیں، البتہ اگر رہائشی مکان کو مستقل باغ میں تبدیل کردیا تو اس صورت میں حاصل ہونے والی پیداوار پر عُشر واجب ہوگا۔ (۱)

مزارعت یا ٹھیکہ پر دی ہوئی زمین کی پیداوار کا عشر

مسئلہ:۔ جو زمین مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہوئی ہو اس کا عشر مالکِ زمین اور کاشتکار دونوں پر اپنے حصۂ پیداوار کے مطابق فرض ہے، یعنی مالکِ زمین کے حصہ میں جتنی پیداوار آئی ہو اُس کا عشر مالکِ زمین کے ذمہ ہوگا اور کاشتکار کے حصہ میں جتنی پیداوار آئی ہو اُس کا عشر کاشتکار کے ذمہ ہوگا۔ (۲)

اور جو زمین کسی کو کرایہ پر دی ہو اور مالکِ زمین صرف کرایہ لیتا ہو، پیدوار میں شریک نہ ہو تو اس پیداوار کا عشر کاشتکار کے ذمہ ہے۔ البتہ مالکِ زمین کو جو کرایہ حاصل ہوا ہے اس میں سے زکوٰۃ کا سال پورا ہونے تک جو رقم خرچ ہوگئی سو ہوگئی، اور جو باقی ہو اس کو دیگر اُموالِ زکوٰۃ کے ساتھ مِلا کر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ (۳)

---

(۱) ولا شیء فی دار) ؛ لأن عمر -رضی اللّٰہ تعالی عنہ -جعل المساکن عفوا وعلیہ إجماع الصحابة(شامیة :۲/۳۳۱)

(۲)،(۳) لما فی البدائع من أن المزارعة جائزة عندهما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما(شامیة :۲/۳۳۵)

خودرَو گھاس اور درختوں میں عشر کا حکم

مسئلہ:۔ خودرَو گھاس اور درخت وغیرہ جو راستے کے کنارے پر یا میدان وغیرہ میں اُگ جاتے ہیں ان پر عُشر واجب نہیں۔ البتہ اگر انہیں خود اُگایا ہو اور ان سے لکڑی کا حصول مقصود ہو تو کاٹنے کے بعد ان کا عشر ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

شہد پر عشر کا حکم

مسئلہ:۔ عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی عشر (دسواں حصہ) دینا فرض ہے۔ (۲)

مسئلہ:۔ شہد حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ جو فارم بنائے جاتے ہیں اور ان میں شہد کی مکھیاں پالی جاتی ہیں تو ان سے حاصل ہونے والے شہد کا عشر نکالنا بھی واجب ہے۔ (۳)

جانوروں کے چارہ میں عشر کا حکم

مسئلہ:۔ جو گھاس اور چارہ جانوروں کو کھلانے کے لئے خود کاشت کیا

---

(۱) وفی المنتقیٰ قال ابراهيم بن هراسة: سألت عن محمد عن أرض عشر فيه شجر ليس له ثمر مثل التوت والخلاف، قال : لا عشر فيه۔ (التاتارخانية: ۳۲۴/۲)

(۲) ويجب العشر فی العسل إذا كان فی أرض العشر (هندية: ۱۸۶/۱)

(۳) ولأن النحل يتناول من الأنوار والثمار، وفيهما العشر فكذا فيما يتولد منهما (البحر الرائق: ۲۳۷/۲)

جاتا ہے اس میں بھی عشر یا نصف عشر واجب ہے۔ (۱)

ریشم پر عشر

مسئلہ:۔ ریشم پر عشر واجب نہیں، کیونکہ ریشم کا کیڑا پتے کھاتا ہے اور پتوں پر عشر واجب نہیں۔ (۲)

وقف زمین کی پیداوار میں عشر

مسئلہ:۔ مساجد و مدارس وغیرہ کی وقف زمین پر اگر کوئی فصل وغیرہ کاشت کی گئی تو وقف زمین سے حاصل ہونے والے پیداوار پر بھی عشر یا نصف واجب ہے۔ (۳)

سبزیوں میں عشر

مسئلہ:۔ عشر واجب ہونے کے لئے پیداوار کا دیرپا ہونا ضروری نہیں، لہٰذا سبزیاں اور دیگر ایسی پیداوار جو دیرپا نہ ہوں ان پر بھی عشر

---

(۱) ثم الأصل عند أبی حنیفة رحمة الله تعالىٰ أن كل ما یستنبت فی الحنان ویقصد به الزراعة فی البساتین والأراضی ففیه العشر۔ (فتاوی الأنقرویة: ۱/۱۰)

(۲) بخلاف دود القز لأنه یتناول الأوراق ولا عشر فیها(البحر الرائق: ۲/۲۳۷)

(۳) وكذا ملك الأرض ....لوجوبه فی الأرض الموقوفة(هندیة: ۱/۱۸۵)

واجب ہے۔[۱]

عشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری ہے یا قیمت بھی دے سکتے ہیں؟

مسئلہ:۔ عُشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری نہیں، بلکہ اختیار ہے چاہے بعینہٖ اسی پیداوار میں سے عشر نکال دے اور چاہے تو اس کی قیمت سے ادا کردے مثلاً کسی کی گندم کی پیداوار میں دس من گندم عشر ادا کرنا واجب ہوا، تو اسے اختیار ہے چاہے تو دس مَن گندم دیدے یا دَس مَن گندم کی قیمت دیدے۔[۱]

کون سے اخراجات عشر سے منہا کیے جاسکتے ہیں اور کون سے نہیں؟

باغ یا کھیت سے حاصل ہونے والی پیداوار پر ہونے والے اخراجات دو قسم کے ہیں:

---

(۱) فأما كون الخارج مما له ثمرة باقية فليس بشرط لوجوب العشر بل يجب سواء كان الخارج له ثمرة باقية، أو ليس له ثمرة باقية وهي الخضراوات كالبقول والرطاب والخيار والقثاء والبصل والثوم ونحوها(البدائع : ۲/۵۸)

(۲) إلا أنه واجب ....حتى يجوز أداء قيمته عندنا(البدائع : ۲/۶۳)

۱......وہ اخراجات جو زمین کو قابلِ کاشت بنانے سے لے کر پیداوار حاصل ہونے تک ہوتے ہیں مثلاً ہل چلانا، زمین کو جڑی بوٹیوں سے خالی کرنا، اسے ہموار کرنا، بیج ڈالنا، آب پاشی کرنا، کھاد ڈالنا، اسپرے کرنا، چوکیدار مقرر کرنا، مزدوروں کو کٹائی کی اجرت دینا وغیرہ ان اخراجات کو فقہی اصطلاح میں ''مؤنۃ الزرع'' کہا جاتا ہے۔ عشر کی ادائیگی سے پہلے یہ اخراجات منہا نہیں کئے جائیں گے بلکہ ان کو شامل کر کے عشر ادا کیا جائیگا۔(۱)

۲......دوسرے وہ اخراجات ہیں جو پیداوار حاصل ہونے کے بعد ہوتے ہیں جیسے تھریشر کا خرچہ، اسی طرح پیداوار/فروٹ وغیرہ کو کسی منڈی میں لے جانے کا خرچہ تاکہ پیداوار زیادہ قیمت پر فروخت ہو جس میں فقراء کا بھی فائدہ ہے تو اس کو منڈی تک پہنچانے پر جو اخراجات آتے ہیں مثلاً کریٹ، کاغذ، پیکنگ اور منڈی تک لے جانے کا کرایہ وغیرہ، یہ اخراجات عشر سے منہا کئے جاسکتے ہیں، یعنی اگر پیدوار منڈی میں لے جانے تک عشر ادا نہ کیا ہو بلکہ پیدوار فروخت ہونے کے بعد قیمت میں سے عشر ادا کرنے کا ارادہ ہو تو حاصل ہونے والی قیمت میں سے تھریشر اور

---

(۱)وفیما اذا کانت الارض عشریة فاخرجت طعاما وفی حملها الی الموضع الذی یعشر فیه مونة فانه یحمل الیه ویکون المونة منه۔(فتاویٰ التاتارخانیة: ۳۳۸/۲)

منڈی تک لے جانے کے اخراجات نکال سکتا ہے، لہٰذا یہ اخراجات نکالنے کے بعد باقی رقم میں سے عشر ادا کرے تو بھی درست ہے۔ (۱)

مصارفِ عشر

مسئلہ:۔ جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اُن کو عشر دینا بھی جائز ہے اور جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی اُنہیں عشر بھی نہیں دیا جا سکتا۔ (۲)

مستحق شخص اپنی پیداوار کا عشر خود رکھ سکتا ہے

مسئلہ:۔ جو شخص عشر کا مصرف ہو یعنی زکوٰۃ کا مستحق ہو وہ اپنی پیداوار کا عشر خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔ (۳) ورنہ کسی غریب مستحقِ زکوٰۃ کو عشر مالک اور قابض بنا کر دیدے۔

☆......☆......☆

---

(۱)(قبل رفع مؤن الزرع) ......عليه الصلاة والسلام -فيما سقته السماء العشر وفيما سقي بالسانية نصف العشر(مجمع الأنهر: ۱/ ۳۲۰)

(۲)مصرف الزكاة والعشرهو فقير .... له أدنى شئ....الخ (در مختار: ۲/ ۳۳۹)

(۳) وحلّ له لو مصرفاً والّا تصدق به، به يفتیٰ۔ (درمختار: ۴/ ۱۹۳)

چھٹا حصّہ

صدقۃ الفطر کے ضروری مسائل

صدقۃ الفطر کے ضروری مسائل

بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اس پر صدقۂ فطر بھی واجب نہیں، ایسا سمجھنا غلط ہے، کیونکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی مگر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے جیسا کہ آنے والے مسائل سے معلوم ہوگا۔

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے

مسئلہ:۔ جس مسلمان پر زکوٰۃ فرض ہو یا زکوٰۃ فرض نہ ہو مگر اَموالِ زکوٰۃ (یعنی سونا، چاندی، نقد رقم اور مالِ تجارت) کی تھوڑی تھوڑی مقدار کے ساتھ ساتھ اس کی ملکیت میں زائد از ضرورت اتنا سامان ہو کہ اس سامان کی اور اَموالِ زکوٰۃ کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد بنتی ہو تو اس پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، چاہے ان پر (یعنی سونا، چاندی، نقد رقم، مالِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان پر) سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو۔ (۱)

(۱) وهى واجبة على الحر المسلم المالک .... ولا يعتبر فيه وصف النماء (الفتاوى الهندية: ۱/۱۹۱) فيخرجها عن نفسه وأولاده الصغار الفقراء وإن كانوا أغنياء يخرجها من مالهم (مراقى الفلاح: ۱/۲۶۹)

مسئلہ:۔ کسی شخص کے پاس معمولی سا زیور اور کچھ نقد رقم ہے اور کچھ سامان ضرورت سے زائد ہے، اور ان تینوں چیزوں کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو ایسے شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (۱)

مسئلہ:۔ کسی کے پاس اپنی رہائش کا بڑا قیمتی مکان ہے اور پہننے کے قیمتی کپڑے ہیں مگر اس کی ملکیت میں زیور یا نقد رقم وغیرہ بالکل نہیں، یا کچھ معمولی سا زیور اور کچھ نقد رقم اور تھوڑا بہت ضرورت سے زائد سامان ہے لیکن ان کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے کم ہے تو ایسے شخص پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ کسی شخص کی ملکیت میں دو مکان ہیں، ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دیا ہوا ہے تو شرعاً یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے، اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ البتہ اگر اس مکان کے کرایہ پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری سامان میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) تجب على حر مسلم مكلف لنصاب أو قيمته (مراقی الفلاح: ۱/۲۶۹)

(۲) وإذا كان له دار لايسكنها ويؤاجرها أو لا يؤاجرها .....وفضل عن سكنا شئ يعتبر فيه قيمة الفاضل فی النصاب ......وحرمة وضع الزكاة فيه ووجوب نفقة الأقارب۔(فتاوی قاضيخان : ۱/۱۱۱)

ایک شخص پر کس کس کا صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے؟

مسئلہ:۔ مرد پر صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، اگر بالغ اولاد اور بیوی کے پاس اتنا مال ہو کہ جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو وہ اپنا صدقۂ فطر خود ادا کریں، البتہ اگر مرد اپنی بالغ اولاد یا بیوی کی طرف سے یا کسی اور بالغ مسلمان کی طرف سے ان کو بتا کر ان کا صدقۂ فطر ادا کردے تو یہ بھی درست ہے، ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا ہوجائے گا۔ (۱)

مسئلہ:۔ اگر نابالغ بچے کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو باپ اس بچے کا صدقۂ فطر اس کے مال میں سے ادا کرسکتا ہے، اس صورت میں اپنے مال میں سے دینا ضروری نہیں۔ (۲)

---

(۱) قال: "یخرج ذلک عن نفسه و أولاده الصغار "......" ولو أدى عنهم أو عن زوجته بغير أمرهم أجزأه استحسانا لثبوت الإذن عادة(الهداية: ۱/۱۱۳)

(۲)ولا مال للصغار فإن كان لهم مال يؤدى من مالهم عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله (الهداية: ۱/۱۱۳)

صدقۂ فطر کا روزہ رکھنے نہ رکھنے سے تعلق نہیں

مسئلہ:۔ صدقۂ فطر کا روزے رکھنے نہ رکھنے سے کوئی تعلق نہیں، جس شخص نے کسی وجہ سے روزے نہیں رکھے مگر اس کی ملکیت میں صدقۂ فطر کے نصاب کی بقدر مال موجود ہے تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔ (۱)

مقروض پر صدقۂ فطر کا حکم

مسئلہ:۔ کوئی شخص صدقۂ فطر کے نصاب کا مالک ہے مگر وہ مقروض بھی ہے تو یہ دیکھیں کہ اگر اس کا قرض ادا کر دیا جائے تو اس کے پاس کیا بچتا ہے؟ اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد مال بچتا ہو تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ (۲)

صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت

مسئلہ:۔ صدقۂ فطر عید الفطر کے دن صبحِ صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، لہٰذا اگر صبحِ صادق یعنی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی کسی کا انتقال ہو گیا

---

(۱) وفی تجنیس الملتقط من سقط عنه صوم الشهر لكبر أو لمرض لا تسقط عنه صدقة الفطر كذا فی المضمرات .(الفتاوى الهندية: ۱۹۲)

(۲) تجب على......مالك لنصاب أو قيمته......فارغ عن الدين وحاجته الأصلية.(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ،ص:۷۲۳)

تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہوا لہٰذا اس کی طرف سے اس کے مال سے صدقۂ فطر نہ دیا جائے، اسی طرح جو بچہ عید کے دن فجر کے وقت سے پہلے پیدا ہو اس کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ اور اگر بچہ صبحِ صادق ہونے کے بعد پیدا ہوا، اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں۔ (۱)

صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ عید الفطر کی نماز کو جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دیا جائے لیکن اگر نماز سے پہلے ادا نہ کیا تو بعد میں ادا کریں۔

مسئلہ:۔ کسی نے عید الفطر کے دن سے پہلے ہی صدقۂ فطر ادا کر دیا تب بھی ادا ہو گیا، اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔ (۲)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے عید کے دن صدقۂ فطر ادا نہیں کیا تو معاف نہیں ہوا، اب کسی اور دن ادا کر دے۔ (۳)

صدقۂ فطر کی مقدار

الف:۔ اگر گندم یا گندم کے خالص آٹے سے صدقۂ فطر دینا ہو تو

(۱) (بطلوع فجر الفطر) متعلق بیجب (فمن مات قبله) أی الفجر (أو ولد بعده أو أسلم لا تجب علیه .(الدر المختار ۲/۳۶۷)

(۲) (وصح أداؤها إذا قدمه علی یوم الفطر أو أخره) أی مسألة التقدیم(الدر المختار: ۲/۳۶۷)

(۳) ولا تسقط بالتأخیر عن یوم الفطر (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع : ۲/۷۴)

ایک شخص کی طرف سے پونے دو کلو اور احتیاطاً پورے دو کلو گندم یا گندم کا خالص آٹا یا اس کی قیمت دیں۔

ب:۔ اگر جَو یا جَو کے خالص آٹے سے صدقۂ فطر دینا ہو تو ایک آدمی کی طرف سے ساڑھے تین کلو اور احتیاطاً پورے چار کلو جَو یا جَو کا خالص آٹا یا اس کی قیمت دیں۔

ج:۔ کھجور اور کشمش سے صدقۂ فطر ادا کرنے کا ذکر بھی حدیثِ شریف میں آتا ہے، اگر کوئی کھجور یا کشمش سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہے تو ایک آدمی کی طرف سے ساڑھے تین کلو اور احتیاطاً پورے چار کلو کھجور یا کشمش یا ان کی قیمت دیں۔ (۱)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے بلکہ بہتر ہے، اس صورت میں مذکورہ بالا اشیاء میں سے جس سے صدقۂ فطر ادا کرنا ہو اس کی قیمت صدقۂ فطر میں ادا کردے۔ (۲)

مسئلہ:۔ اگر کسی اور اناج مثلاً چنا، جوار یا چاول وغیرہ سے صدقۂ فطر

---

(۱) وإنما تجب صدقة الفطر من أربعة أشياء من الحنطة والشعير والتمر والزبيب ودقيق الحنطة والشعير وسويقهما مثلهما...... (الهندية: ۱/۱۹۱)

(۲) أن أداء القيمة أفضل من عين المنصوص عليه وعليه الفتوى (الهندية: ۱۹۱)

دینا ہو تو اتنا دیں کہ اس کی قیمت گندم یا جَو کی اوپر بیان کردہ مقدار کے برابر ہو جائے۔ (۱)

مسئلہ:۔ اشیاء کی قیمت چونکہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس لئے اگر قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرنا ہو تو ادائیگی کے وقت بازار سے قیمت معلوم کر کے ادا کریں۔ اور اگر چیز کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہونے کے اعتبار سے قیمتیں مختلف ہوں تو درمیانے درجے کی چیز کی قیمت کے اعتبار سے صدقۂ فطر ادا کریں۔

صدقۂ فطر کا مصرف

مسئلہ:۔ صدقۂ فطر صرف اُنہی لوگوں کو دیا جا سکتا ہے جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں جن کی تفصیل مصارفِ زکوٰۃ میں بیان کر دی گئی ہے۔

مسئلہ:۔ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیں، دونوں طرح جائز ہے، پورا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دینا ضروری نہیں۔ (۲)

---

(۱) وما سواه من الحبوب لا يجوز إلا بالقيمة (الهندية: ۱۹۱/۱)

(۲) (وجاز دفع كل شخص فطرته الى) مسكين أو (مساكين) (الدر المختار: ۳۶۷/۲)

مسئلہ:۔ کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دینا بھی درست ہے۔ (۱)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

☆......☆......☆

(۱) (كما جاز دفع صدقة جماعة الى مسكين واحد بلا خلاف(الدر المختار:۲/۳٦٧)

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

کی درج ذیل کتابیں اور رسائل بھی، بہت آسان اور مفید ہیں، جو ہر گھر کی ضرورت ہیں، ہر شخص کو ان کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

فقہی رسائل (دو جلدوں میں)

وضو درست کیجئے

مسائل غسل

کامل طریقۂ نماز

خواتین کا طریقۂ نماز

صف بندی کے آداب، فضائل اور مسائل

کرسی پر نماز کے ضروری مسائل

موبائل فون کی نعمت اور ضروری احکام

خواتین کی مسجد کی تراویح میں شرکت کا حکم

رسائل جمعہ

صلوٰۃ التسبیح کے فضائل و مسائل

ماہ رمضان کے فضائل و مسائل

مسائل اعتکاف

مسجد حرام اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اعتکاف کے ضروری مسائل

شادی بیاہ کے اسلامی احکام

خواتین کا پردہ

مروّجہ قرآن خوانی کی شرعی حیثیت

عمرہ کا آسان طریقہ

حج و عمرہ

رسائل حج کا مجموعہ

خواتین کا حج

حج کا طریقہ قدم بقدم

قربانی کے فضائل و مسائل

تقسیم وراثت کی اہمیت

عید سعید اور ہمارے گناہ

مکتبۃ الاسلام کراچی